SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, February 20, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at forty two minutes past ten in the morning with Mr . Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

اعلموآ انما الحیوة الدنیا لعب و لهو و زینه و تفاخر بینکم و تکاثر
فی الاموال و الاو لاد۔ کمثل غیث اعجب الکفار نباته ثم یهیج
فتربه مصفرًا ثم یکون حطاماً و فی الاخرة عذاب شدید و مغفرة
من الله و رضوان۔ و ما الحیوة الدنیآ الامتاع الغرور
ترجمہ:۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش)
اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے
زیادہ طلب (و خواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ(اس

سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میںکافروں کے لیے (عذاب شدید اور (مومنوں کے لیے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔

جناب چیئرمین۔ جزاک اللہ۔

We will now come to the Leave Applications. No, we are not taking any point of order. We have a very tight schedule. When we start on this, if you will have any question, you can discuss it with me in my Chamber. We will see if it is relevant then it will be taken up in the House.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین ۔ سردار مہتاب احمد خان نے بعض ناگریز وجوہات کی بنا پر آج مورخہ ۲۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب بابر خان غوری نے بعض ناگریز وجوہات کی بنا پر مورخہ ۱۳ تا ۲۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید دلاور عباس بعض ناگریز وجوہات کی بنا پر مورخہ ۱۸ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اکرم ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۳، ۱۴ اور ۱۸ فروری

کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ ممتاز بی بی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۲۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید سجاد حسین بخاری ملک سے باہر ہیں اس لیے انہوں نے آج مورخہ ۲۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایم انور بیگ نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۲۰، ۲۳ ۲۴ اور ۲۵ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب امان اللہ کانزانی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ تا ۲۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد عباس کمیلی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 13 اور 16 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے، اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سکندر حیات خان بوسن نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر آج مورخہ 20 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

We will now discuss the Presidential address to the joint session. I will remind the honourable members that they must stay relevant,

adhere to the time frame and avoid repetition. In the meeting with parliamentary leaders, we came to some guidelines that parliamentary leaders would have half an hour and members 15 minute and please try to remain within these time frames. I now call upon Mr. Muhammad Raza Hayat Hiraj Minister for state for Parlimentary Affairs.

جناب وسیم سجاد : میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ پڑھ دیں گے۔ چلیں پڑھ دیں۔ move item No.2.

MOTION RE: EXPRESSION OF DEEP GRATITUDE TO THE PRESIDENT ON HIS ADDRESS TO TEH JOINT SESSION.

Mr. Wasim Sajjad : I move that this House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 17th January 2004.

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر غفور احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : کس چیز پر۔

پروفیسر غفور احمد : اس motion پر ہے۔

جناب چیئرمین : وہ پھر آخر میں ہوجائے گا۔ ابھی تو میرا خیال ہے کہ let's continue discussion یہ سب چیزیں پھر اس وقت دیکھ لیں گے۔ ابھی اس میں پوائنٹ آف آرڈر وغیرہ کچھ نہیں ہو گا' according to rule we will go ۔

DISCUSSION ON PRESIDENTIAL ADDRESS

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمان الرحیم' نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین' میں آپ کا بے حدممنون ہوں اور میں اس کو ایک اعزاز سمجھتا ہوں کہ صدر کے خطاب پر بحث کا آغاز کر رہا ہوں۔ جناب والا' سب سے پہلے تو میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ صدر

صاحب کا خطاب ایک سال کی تاخیر سے ہوا۔ دستور اس معاملے میں بہت clear ہے کہ

at the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the Majlis-e- Shura (Parliament) of the causes of its summoning

دوسری بات میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ خطاب صرف ایک سال کی تاخیر سے ہی نہیں ہوا، بلکہ تاخیر سے کیا جانے والا خطاب بھی جو دستور کا تقاضا تھا یعنی to inform the House why the Parliament has been summoned یہ اس کا substantive clause ہے جو اس خطاب کا مقصد متعین کرتا ہے۔ مجھے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ صدر صاحب کے پورے خطاب اور کمانڈو ایکشن کے باوجود دستور کا یہ تقاضہ آج بھی unfulfil ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ اصل خطاب ابھی awaited ہے، ہوا نہیں تو اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہوگا۔ وہ آئے، انہوں نے تقریر بھی فرمائی، انہوں نے مکے بھی دکھائے، اگر ان کے خطاب کا تجزیہ کیا جائے تو اس کے تین ہی حصے ہیں ایک دعوے، ایک الزامات، کچھ نصیحتیں۔ کوئی چوتھی چیز آپ اس کے اندر سے نہیں نکال سکتے۔ گویا کہ جس مقصد کے لئے یہ خطاب ہونا تھا، یعنی پارلیمنٹ کو یہ بتایا جائے کہ اس پارلیمنٹ کے سامنے اس سال کا ایجنڈا کیا ہے، قانون سازی کا، پالیسی بنانے کا، ملک کے وسائل کے سلسلے میں، قرضے کے کام کیا ہیں۔ حکومت اس خطاب کے ذریعے سے اپنا سال بھر کا پروگرام پارلیمنٹ کے سامنے لاتی ہے۔ یہی اس کا مقصد ہے اور یہ مقصد حاصل نہیں ہوا ۔ گویا ہم گئے تھے عرض کرنے مدعا اور عرض مدعا ہی نہ رہا

اس کے بعد جناب والا، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صدر صاحب کے خطاب کا جو اسلوب اور انداز ہے وہ بھی پارلیمانی روایات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ وہ صدر کا خطاب نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کا خطاب تھا اور جو تبدیلی اس زمانے میں واقع ہو چکی ہے، جس کا انہیں اعتراف ہونا چاہیئے لیکن اس کا کوئی پرتاؤ ان کے خطاب میں نظر نہیں آتا ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑی نامناسب اور غلط روایت قائم ہوئی ہے۔ انہیں جاننا چاہیئے کہ اب وہ چیف

ایگزیکٹو نہیں ہیں بلکہ ان کو ایک گورنمنٹ کے نمائندے کے طور پر cabinet کے بنائے ہوئے لائحہ عمل کو پارلیمنٹ کے سامنے اس کے غور و فکر کے لئے پیش کرنا ہے۔ یہ مناسب اقدام تھا۔ پھر جناب والا! انھوں نے کچھ دعوے کئے۔

Mr. Chairman: No interruption please.

پروفیسر خورشید احمد: میں نے ان کا پورا خطاب پڑھا ہے۔ میں اس اجلاس میں شریک تھا اور احتجاج کر کے واک آؤٹ کرنے والوں میں بھی شریک تھا۔ میں نے خطاب کو سنا بھی ہے اور پڑھا بھی ہے۔

Mr. Chairman: No interruption please. No interruption. Gulshan Saeed Sahiba please do not interrupt. Please Gulshan Saeed Sahiba and let me make it clear to the members, we must maintain decorum of these procedures. There should not be any interruption from any side.

پروفیسر خورشید احمد: یہ [XXXX]

جناب چیئرمین: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ personal reference پر نہ ہوں۔ they should be struck of the record

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں نے عرض کیا کہ صدر صاحب کے خطاب کا ایک حصہ کچھ دعووں سے متعلق ہے۔ یہ بات میں بہت دکھ اور ذمہ داری سے ادا کر رہا ہوں کہ جو دعوے انہوں نے کئے کہ میں نے جتنے قوم سے وعدے کئے تھے سب پورے کر دیئے اور ان میں سے آخری وعدہ جمہوریت کی بحالی کا تھا اور وہ بھی پورا ہو گیا۔ اس سے زیادہ بڑا مذاق قوم کے ساتھ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ جتنے دعوے انہوں نے کئے تھے بلا شبہ ان کا پوری دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیا جانا چاہئے۔ نہ وہ اچھی governance دے سکتے ہیں نہ corruption دور ہو سکتی ہے۔ معاشی ترقی کا ایک midst معاملہ ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے لیکن سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ملک کی آزادی، حاکمیت، خود مختاری، خود کفالت، خود انحصاری، یہ وہ سب سے بڑی

+ [XXXX Words expunged by the order of the Chairman]

casualty ہے ۔ ہم نے اس زمانے میں اپنی آزادی اور sovereignty کو مجروح کر لیا ہے اور جہاں تک معاملہ جمہوریت کا ہے تو مجھے پورے ادب سے یہ کہنے کی اجازت دیجئیے کہ انہوں نے جمہوریت کا جو version پیش کیا ہے اسے کسی اعتبار سے بھی دستور اور اسلامی جمہوریت کے مسلمہ اصولوں کے مطابق نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جمہوریت کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جمہوریت کی بحالی نہیں کی گئی ۔ بلاشبہ ہم نے حالات کو سنبھالنے کے لئے Seventeenth Amendment کا راستہ اختیار کیا اور اس کا مقصد صرف ایک ہے کہ کسی طرح یہ ملک دستوریت، قانونیت کی پٹری پر آجائے اور ہم آگے بڑھ سکیں لیکن یہ دعویٰ کہ جمہوریت بحال ہو گئی یہ غلط ہے۔ جب تک فوج کا کردار جو دستور میں لکھا ہوا ہے وہ بحال نہیں ہوتا، جب تک پارلیمنٹ کی بالا دستی نہیں ہوتی، جب تک تمام ادارے جن کے ذریعے سے کوئی بھی نظام چلتا ہے وہ اپنے صحیح خطوط پر کام نہیں کرتے، ملک میں جمہوریت کی بحالی ممکن نہیں ہے اور جیسا کہ میں آخر میں اپنی گفتگو میں کہوں گا کہ پارلیمنٹ کے سامنے جو اصل ایجنڈا ہے وہ جمہوریت کی بحالی ہے، وہ ملک کے بنیادی مسائل کو حل کرنے کے لئے صحیح پالیسی سازی، اس کے لئے صحیح تجاویز مرتب کرنا ہے جن سے ان کا خطاب یکسر خالی ہے۔

میں جناب والا! یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کے لئے اس وقت سب سے بڑا خطرہ وہ diarchy یعنی بیکوقت اختیارات کا منبع ایک طرف آ جائے کہ پارلیمنٹ جس کا نمائندہ cabinet اور وزیراعظم ہیں۔ ہم ان کے خلاف صحیح لیکن پارلیمنٹ کی بالا دستی اور پارلیمنٹ کے نظام کے اندر فیصلے کرنے کا اختیار ، پالیسی تیار کرنے کا اختیار، اس کے اعلان کا اختیار، وزیر اعظم اور cabinet کو ہوتا ہے صدر کو نہیں ہوتا۔ خود Seventeenth Amendment کے بعد بھی بلاشبہ کچھ غیر معمولی اختیارات صدر کو ملے لیکن جس طرح وہ نظام کو چلا رہے ہیں وہ اس سے بہت متجاوز ہو کر ہیں۔ انہوں نے پارلیمنٹ کو ، کیبنٹ کو ، پرائم منسٹر کو eclipse کر دیا ہے اور اسے ایک قسم کے Presidential system میں تبدیل کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن پر ہمیں توجہ دینا ہے۔ ان کے خطاب میں اس دعویٰ کی میں مکمل طور پر تردید کرتا ہوں کہ ان کا یہ دعویٰ سراسر غلط ہے، مبنی برحق نہیں۔ انہوں نے اقبال اور قائد اعظم کے خواب کا ذکر بھی کیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ دونوں کا اس ملک پر، اس قوم پر بہت بڑا

احسان ہے لیکن انہوں نے جو vision دیا تھا' مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے چار سالوں میں اس vision کوپارہ پارہ کرنے کا کام جنرل پرویز مشرف صاحب اور ان کے رفقاء نے انجام دیا ہے۔ اس میں سب سے بنیادی چیز یا اصول کیا تھا؟ ہم نے یہ آزادی کسی فوجی کارروائی سے حاصل نہیں کی' یہ جمہوری طریقے سے حاصل ہوئی ہے اور عوام اس کے اصل امین ہیں لیکن آج ہم نے اپنی آزادی امریکہ کے ہاتھوں گروی رکھ دی ہے۔ آج ہم نے 9/11 کے واقعہ کے بعدخوف کے تحت، ڈر کر، پسپائی کے بعد پسپائی اختیار کی ہے اور عالم یہ ہے کہ معیشت ہو، سیاست ہو، خارجہ پالیسی ہو ، فوجی کارروائیاں ہوں حتیٰ کہ اب خطرہ یہ ہے کہ nuclear doctrine اور اس کی so called safety اور security کا مسئلہ' ان سب کے اندر امریکہ کی مداخلت یا اس قسم کی interference موجود ہے' یہ ہمارے سامنے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

جناب والا! اسلام کے بارے میں یہ بات کہی گئی کہ اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ہمارا مقصد ہے' بلا شبہ ہے اور یہی اس امت کی ، اس قوم کی تمنا ہے اور جو تاریخی جدو جہد ہے ، اس کا تقاضا ہے لیکن اسلام کے ساتھ اب یہ کیا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں' معذرت خواہانہ' اسلام کے ہر اصول ، ہر value کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ کیا کہہ رہاہے۔ جو چیز امریکہ کو ناپسند ہے' اس کے لئے یا معذرت یا اس کا .revision جناب والا! آج modern اسلام اور moderate اسلام اور modernising اسلام کی آوازیں بلند کی جا رہی ہیں' Extremism کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ بلاشبہ میں یہ بات پوری قوت سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام ہی اعتدال کا مذہب ہے' اسلام سے زیادہ modern کوئی طریق زندگی نہیں ہے لیکن ہمارا سارا modernism ہمارا liberalism اسلام کے دائرے کے اندر ہے۔ اسلام کو دوسروں کی خواہشات اور مطالبوں کی روشنی میں تراشنا' خراشنا ان سے پسپائی' انہیں خوش کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر compromise کا نام modernism نہیں ہے' یہ تو اسلام کی نگاہ میں انحراف اور بغاوت ہے۔

جناب والا! میں یہ بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ جو رویہ ہم نے اختیار کیا' وہ اسلام پر اعتماد اور اسلام کے مطابق اپنے موقف کا برملا اظہار نہیں ہے بلکہ ہم ہر چیز کے لئے دیکھ رہے ہیں

کہ Washington اور Washington کے انتہا پرست' Washington کے extremists آج کیا بات کہہ رہے ہیں۔ جو چیزیں وہاں پر media کہتا ہے' ہم اس کی آواز بازگشت بن جاتے ہیں۔ جناب والا! اسلام کے ساتھ اس سے زیادہ بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام اس بات کا نام ہے کہ انسان اللہ کی مرضی کے تابع ہو جائے' جس بات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے طے کیا ہے' اسے ہم قبول کریں اور اسی میں اپنی نجات دیکھیں۔ اسلام یہ نہیں ہے کہ مجھے moderate show کرنے کے لئے نماز کا وقت ہے تو ٹھیک ہے میں نماز نہ پڑھوں' اسلام کے لباس کے جو آداب ہیں' میں ان کا لحاظ نہ رکھوں' روزہ بھی نہ رکھوں' کھانے کے معاملے میں حرام اور حلال کی تمیز نہ کروں' اسلام تو نام ہی حلال و حرام کی تمیز کا ہے۔ Moderation جو بھی ہے' وہ اسلام کے اندر ہے' اسلام کے باہر نہیں ہے۔ اجتہاد کے نام پر یہ کہنا کہ ہم modern ہو سکتے ہیں' جو چاہیں بدل دیں' اجتہاد کا ایک بڑا معلوم اور معروف اصول ہے' بلاشبہ اسلام کا حصہ ہے' اسلام کے قانون کا حصہ ہے لیکن اجتہاد احکام میں نہیں ہوتا اور سود میں نہیں ہوتا۔ اجتہاد کے معنی یہ ہیں کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول نے اجازت دی ہے' موقع دیا ہے کہ یہ راستے اختیار کئے جا سکتے ہیں' ہم وہاں وہ راستہ اختیار کریں اور ان حدود کے اندر رہیں جو قرآن اور سنت نے متعین کی ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے صاف کہنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں قرآن کا اصول یہ ہے--(تلاوت)-----ترجمہ: کہ وہ جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے' وہی کافر ہیں' وہی ظالم ہیں اور وہی فاسق ہیں۔ قرآن نے صاف کہا--------(تلاوت)---------ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اطاعت کرو اللہ کی' اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اطاعت کرو اولوالامر کی لیکن تم میں اور اولوالامر میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو پھر اس امر کو لوٹا دو' اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ اللہ اور اس کے رسول آخری ہدف ہیں۔ بلاشبہ اولوالامر کی اطاعت اور الوالامر سے اختلاف یہ دونوں اسلام کے اصول ہیں لیکن ہمارے ہاں صرف اولی الامر کی بات ہو رہی ہے اطاعت کے لئے اور وہ بھی اس انداز میں کہ گویا کہ مامورمن اللہ ہیں' divine right to rule اسلام میں نہیں ہے' یہ priesthood کی بات ہے۔ بڑے شوق سے بار بار یہ بات کہی جا رہی ہے کہ حضرت عمرفاروق رضی

اللہ تعالیٰ جیسے امیر نے حضرت خالد بن ولید جیسے جرنیل کو ہٹا دیا تھا اور انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم تاریخی حقیقت ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ انہیں کیوں ہٹایا گیا تھا' ضرور اسراف کی بات بھی آتی ہے لیکن جو اصل وجہ تھی' جس کا انہوں نے خود اظہار کیا ہے وہ یہ تھی کہ ہر محاذ پر جس طرح حضرت خالد بن ولید کے ذریعے سے کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اور لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ یہ کامیابیاں گویا کہ اس قیادت کی بناء پر ہو رہی ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے ان کو ہٹا کر یہ دکھا دیا کہ یہ کامیابیاں اسلام کی بناء پر ہیں' مسلمانوں کی فوج کی بناء پر ہیں' جہاد فی سبیل اللہ کی بناء پر ہیں' کسی شخص کی بناء پر نہیں ہیں۔

جناب والا! یہ حکم دینے والا امیر کون تھا' یہ وہ امیر تھا جس نے جب ذمہ داری سنبھالی تو اس نے یہ لیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں گا اور اگر اس سے کہیں تم مجھے ہٹتا ہوا پاؤ تو مجھے ٹھیک کر دینا۔ یہ وہ امیر تھا کہ جب اس نے کہا کہ آؤ اور میری بات سنو تو لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم تمہاری بات سنیں گے اور نہ ہی تمہاری بات مانیں گے۔ پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے کہ جو لباس تم نے پہنا ہوا ہے اس لباس میں اس سے زیادہ چادریں استعمال ہوئی ہیں جو مسلمانوں میں تقسیم ہوئی تھیں۔ انہوں نے خود جواب نہیں دیا۔ اپنے بیٹے سے کہا کہ آؤ اور ان کو بتاؤ۔ ان کے بیٹے نے اپنے باپ کو وہ چادر دی تھی' جب یہ بات explain کر دی تو انہوں نے کہا کہ اب ہم سنیں گے بھی اور اطاعت بھی کریں گے۔ یہ وہ امیر تھا کہ جب وہ ایک گھر میں ایک دیوار سے کود کر داخل ہوا' اس لئے کہ وہاں کچھ ایسے گانے گائے جا رہے تھے جو کہ نامناسب تھے۔ اس امیر نے ان سے کہا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس گھر والے نے کیا کہا' اس نے کہا' امیرالمومنین! میں آپ کی بات کا جواب بعد میں دوں گا۔ پہلے آپ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ اللہ کا حکم ہے کہ تجسس نہ کرو' تم نے تجسس کیوں کیا۔ میں اگر کوئی چیز اپنے گھر کی چاردیواری میں کر رہا تھا تو اس کی تم نے کھوج کیوں لگائی' اللہ کا حکم ہے جس گھر پر جاؤ دروازے سے داخل ہو' آپ دیوار سے کود کر کیوں آئے ہیں اور اللہ کے رسول کا حکم ہے کہ جب کہیں جاؤ تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اِذن لو' آپ نے اِذن نہیں لیا' آپ نے تین احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں تمہیں دُرّے مارتا ہوں' انہوں نے کہا تم صحیح کہہ رہے ہو اور واپس چلے گئے۔ یہ تھا وہ قائد۔ یہ قائد وہ تھا کہ جب قحط پڑا تو انہوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا' گھی کھانا چھوڑ دیا کہ جب تک تمام

مسلمانوں کو خوراک نہ ملے، میں گوشت نہیں کھاؤں گا۔ یہ تھا وہ قائد۔

جناب والا! بلاشبہ اطاعتِ امر اسلام کا ایک اصول ہے لیکن اطاعتِ امر کا یہ اصول آج نہیں آیا، یہ ہماری تاریخ کا، ہمارے دین کا حصہ ہے اور اس بُرے بھلے حال میں بھی کیا میں یہ یاد دلانے کی جسارت کروں کہ اطات امیر کا یہی حق، یہی اصول کیا 12 اکتوبر 1999ء میں تھا؟ جو اس وقت کے امیر نے، اس وقت کے چیف آف سٹاف کو ایک حکم دیا، کیا اس نے وہی راستہ اختیار کیا جس راستے کی وہ آج تلقین کر رہا ہے۔ جناب والا! جو لوگ شیشے کے گھر میں رہتے ہیں ان کو ذرا احتیاط سے بات کرنی چاہیئے۔

اسلام کے بارے میں اتنی بات کرنے کے بعد جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگلی چیز جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ corruption ہے۔ corruption کے باب میں یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ آج ہمارا ملک جن موٹی موٹی وجوہ سے اپنے اصل مقام کو نہیں حاصل کر پا رہا، وسائل کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا، ان میں ایک corruption ہے اور یہ زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ Transparency International کی جو تازہ ترین رپورٹ ہے اور جسے خود میں نے نہیں بلکہ پاکستان میں ہمارے جو ملجا اور ماویٰ ہیں ورلڈ بنک کے ڈپٹی ڈائریکٹر John Mohal، اس نے ابھی اپنے ایک سیمینار میں quote کیا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کے Transparency International کی اس رپورٹ کی رو سے اس وقت پاکستان میں جو corruption کا perception ہے وہ education department میں 92% ہے، health میں 95%، judiciary میں 98% اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پولیس میں 100%۔ یہ ہے رپورٹ۔ اس کے بعد آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے corruption کو ختم کر دیا ہے۔ یہ self deception کے سوا کچھ نہیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس چیز کو آپ معاشی ترقی اور فلاح کہہ رہے ہیں، economist کی حیثیت سے جو مثبت developments ہیں، میں نے ہمیشہ ان کا اعتراف کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ foreign exchange کے باب میں fiscal deficit کے control کرنے کے سلسلے میں ہے، inflation management کے باب میں ہے، اس دور میں ہمارا رویہ پچھلی حکومتوں کے مقابلے میں بہتر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ macro indicator معیشت کی پوری تصویر پیش نہیں کرتے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں

غربت میں اضافہ ہوا ہے، بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے، دولت کی غیرمساویانہ تقسیم میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وہ صورتحال پیدا ہوئی ہے کہ جب فاقے سے لوگ مر رہے ہیں اور میں دل بڑا کرکے آپ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس ملک میں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ کراچی میں جہاں روپے کی ریل پیل ہے وہیں کالج کا ایک پروفیسر، اس کی بیوی pension وقت پر نہ ملنے اور عزت کی وجہ سے گھر میں بیٹھے رہنے کے نتیجے کے طور پر اپنے گھر میں فاقے سے مر جاتے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ آپ حضرت عمر کی بات کرتے ہیں، حضرت عمر نے تو یہ کہا تھا کہ دریائے فرات کے کنارے پر ایک بھیڑ بھی بھوک سے مرے گی تو میں اس کے لئے جوابدہ ہوں گا، یہ آج کی کیفیت ہے تو جناب والا! اس معاملے میں بھی آپ اس پوری تصویر کو سامنے رکھیں اور جو زمینی حقائق ہیں ان کو دیکھنا چاہیئے۔

جناب والا! صدر صاحب کی تقریر کا دوسرا حصہ الزامات کے بارے میں ہے اور یہ میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ حصہ ہے اور میں بڑے دکھ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ الزامات کے بارے میں صدر صاحب چاہے وہ ڈائیوس پارلیمنٹ ہو اور ابھی حال ہی میں انہوں نے جو تقریر کی اس میں بار بار ان چار الزامات کو دہراتے رہے ہیں کہ افغانستان میں دہشت گردی، کشمیر کی Line of Control پر بھی لفظ دہشت گردی استعمال کیا گیا ہے، جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا الزام اور انتہا پسندی اور پاکستان کا intolerant society ہونا، جناب والا! اس سے زیادہ تکلیف دہ اور شرمناک بات کوئی نہیں ہوسکتی کہ جو الزام ہم پر ہمارے دشمن لگا رہے ہیں اور جو بحیثیت مجموعی جھوٹ پر مبنی ہیں، مفاد پر مبنی ہیں اور ان کے جو global designs ہیں، اس کا حصہ ہیں، ہم ان کو خود قبول کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ہم دفاع کریں۔ جہاں کہیں کوئی خرابی ہے اس کی اصلاح ہمارا فرض ہے لیکن اس طرح الزامات کو اپنے اوپر اوڑھ لینا اور اس کے بعد پھر وہی زبان استعمال کرنا جو بش اور اس کے حواری اور جو Fox اور Star استعمال کر رہے ہیں، اس سے زیادہ تکلیف دہ بات اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ ذوق نے کہا تھا کہ

تہمتیں کچھ اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے کیا کر چلے

تو جناب والا! میری نگاہ میں صدر صاحب کی تقریر کا یہ حصہ سب سے زیادہ افسوسناک ہے۔

جناب والا! اس کا تیسرا حصہ یہ ہے' جسے میں ان کی تقریر کا نصیحتوں کا حصہ کہتا ہوں' وعظ کا حصہ کہتا ہوں' اس میں انہوں نے عجیب و غریب باتیں کہی ہیں کہ پاکستان کی سلامتی کا انحصار دفاعی طاقت اور معاشی مضبوطی پر ہے۔ بلاشبہ دفاعی طاقت بہت ضروری ہے ' بلاشبہ معاشی مضبوطی بھی بہت ضروری ہے لیکن جناب والا! پاکستان کی بقاء اور سلامتی کا انحصار سب سے پہلے اس کے نظریئے' اس کے عقیدے 'اس کی آزادی کے تحفظ' ان اخلاقی قوتوں اور اقدار کی بنیاد پر ہے جس پر یہ ملک قائم ہوا ہے اور اس کو جتنا نظرانداز کیا جائے گا ہم اتنے کمزور سے کمزورتر ہوتے چلے جائیں گے۔

اس کے بعد جناب والا' سیاسی آزادی' جمہوریت' سیاسی استحکام ضروری ہے اور سیاسی استحکام کو انہوں نے نظرانداز کیا ہے۔ جہاں تک دفاعی طاقت کا تعلق ہے بلاشبہ دفاعی طاقت بہت ضروری ہے لیکن دفاعی طاقت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ' میں صاف کہنا چاہتا ہوں فوج کی سیاست میں مداخلت ہے۔ جناب والا! یہ بات نوشتہ دیوار ہے کہ جس ملک میں فوج نے سیاست میں مداخلت کی ہے وہ ملک اپنے دفاع کے لائق نہیں رہا۔ وہ فوج اپنا professionalism کھو دیتی ہے ' وہ فوج ایک متنازعہ قوت بن جاتی ہے' وہ فوج پوری قوم کی امیدوں اور توقعات اور دعاؤں کا مرکز اور محور نہیں رہتی۔ پاکستان میں ایوب صاحب کے زمانے سے فوجی مداخلت کی جو پالیسی شروع ہوئی ہے اس کے نتیجے کے طور پر ہماری فوجی استعداد' ہماری فوجی قوت ہماری دفاعی قوت روز بروز کمزور ہوئی ہے۔ دفاعی قوت محض فوج کے مظاہرے کر دینے ' بڑی بڑی بیرکیں بنا دینے کا نام نہیں ہے' جرنیلوں کی فوج ظفر موج بنا دینا نہیں ہے۔ آج 100 سے زیادہ جرنیل ہیں لیکن ان کی fighting capability ان کا profession---سیاست میں الجھ کے corruption کے دروازے انہوں نے فوج کے لئے بھی کھول دیئے ہیں۔ یہ دفاع کو کمزور کرنا ہے۔ اگر ہم فوج پر تنقید کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ کسی حیثیت سے بھی ہم سمجھتے ہیں کہ فوج غیر اہم ہے۔ نہیں' فوج ہمارے دفاع کے لئے بے حد ضروری ہے لیکن ہم اس کو اس مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں جہاں وہ دفاع کا کام سرانجام دے سکیں۔ سیاست میں مداخلت کر کے اور سیاست میں آلودہ ہو کر فوج کی صلاحیت کو تباہ کرنا ہماری سلامتی کو سب سے بڑا خطرہ ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں سلامتی کا انحصار عوام پر اعتماد ہے۔ عوام کی participation, عوام کی involvement اور پارلیمنٹ کی صحیح کارکردگی جب تک نہیں ہوتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم سلامتی اور استحکام حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ میں جناب والا! آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ اس اہم موقع کے اوپر صدر صاحب کے خطاب کے مقابلے میں جو 17 جنوری کو ہوا ہے، ہمارے وزیر اعظم صاحب نے 12 فروری کو National Defence College میں ایک بڑا اہم خطاب کیا۔ میری نگاہ میں وہ خطاب، میں ان کی position کو compromise نہیں کرنا چاہتا لیکن صدر صاحب کے خطاب کا بڑا موثر جواب ہے اور ہم سب کو اس پر غور و فکر کی نہایت ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

"We are facing a crisis of governance which unless taking care of could undermine the democratic progress."

اور پھر اس کے بعد یہ قیمتی بات کہی ہے، جو میری نگاہ میں پارلیمنٹ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا نوٹس لے اور اس پر کچھ کر کے دکھائے:

"Three elements which are the essence of good governance, consist in provisioning of justice, security and equal opportunities to citizens in all fields."

چار سال کی فوجی حکومت کے بعد جو وزیر اعظم صاحب نے کہا ہے وہ سن لیجئے

"Unfortunately, Pakistan is becoming increasingly irrelevant to its people on all these counts. Police, irrigation, judiciary, revenue department have made the life of the common man particularly in the villages, miserable due to weak institutional control. Lack of public confidence in state institutions, like the police and judiciary, has eroded their legitimacy and has directly contributed to worsening of public security and law and order situation in the country.

In my opinion, human governance is conceptualized in three interlocking dimensions - good political governance, good economic governance and good civil governance. I shall talk about them a little later. Suffice it to say that unless people fully participate in the system of governance it cannot work."

جناب والا! وزیر اعظم صاحب نے اس کے بعد کہا ہے

"I would like to touch upon an aspect in respect of economics of regional/national integration. We continue to follow the antiquated system of resource distribution to provinces on the basis of population, instead of their developmental needs."

Judiciary کے بارے میں وہ کہتے ہیں:

"A basic deficiency of the judicial system throughout the country has been the lack of access to justice for large sections of the population mainly due to poverty. The grievances regarding long delays persist etc., etc." On subject of corruption/accountability---

سنیئے پھر Prime Minister Sahib کیا کہہ رہے ہیں:

"Let me talk about National Accountability Bureau. I am aware that the nation is not satisfied with the pace of accountability, so am I."

تو جناب والا! میں آپ سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ President صاحب تو کوئی agenda نہ دے سکے لیکن اس پورے زمانے کے بارے میں Prime Minister نے ان کی تقریر کے 27 دن کے بعد حالات کا جو review کیا ہے وہ ایک آئینہ ہے جس میں تصویر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

جناب والا! ان کی تقریر کے ان پہلوؤں کو لینے کے بعد اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے چند گزارشات یہ کروں کہ اس وقت فی الحقیقت جو ہمارا اصل ایجنڈا ہے وہ کیا ہے

اور پارلیمنٹ کی ذمہ داری ان حالات کے اندر کیا ہے۔

Mr. Chairman: Please try to conclude now

پروفیسر خورشید احمد: جی میں کر رہا ہوں۔ یہ میری تقریر کا آخری حصہ ہے جناب چیئرمین! آپ مطمئن رہیں۔ میں کوئی ایک چیز بھی زائد نہیں کہوں گا انشااللہ۔ میری نگاہ میں جناب والا! سب سے پہلا issue قوم کے سامنے یہ ہے کہ اداروں کی بحالی، اداروں کا تحفظ اور اداروں کی ترقی اور اس میں پہلا ادارہ ہے دستور ساز ادارہ۔

جناب والا! دستور کے بارے میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 17ویں ترمیم اس process کا نکتہ آغاز ہے۔ 17ویں ترمیم کا ایک حصہ یہ تھا کہ Parliamentary Committee دستور کے باقی تمام معاملات اور پچھلے چار سال میں جو بھی تبدیلیاں کی گئی ہیں ان تمام کا جائزہ لے کر اس کو حقیقی جمہوریت کی روح سے ہم آہنگ کرنے کے لئے سفارشات لائے گی۔اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سال کے اندر اندر ہم اولیت دیں اس بات کو کہ دستور اپنی صحیح spirit میں اور صحیح اصولوں کے مطابق بحال ہو جائے۔

جناب والا! دوسری بات ہے پارلیمنٹ کا کردار۔اس سلسلے میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ تمام پارٹیوں کے مشورے سے سینیٹ اور نیشنل اسمبلی دونوں کا پورے سال کا پروگرام فوری طور پر طے کیا جائے اور اس پروگرام کے مطابق پورے سال کا نقشہ بنایا جائے۔ اس کے لئے قانون سازی کا پروگرام مرتب کیا جائے۔ اس کے لئے جتنے بھی اہم policy issues ہیں ان پر debate کا اہتمام کیا جائے۔ کمیٹیاں بحال کی جائیں اور ملک کو Ordinances کی لعنت سے نجات دلائی جائے۔ میں اپنی تاریخ کے چھپن سال کا مطالعہ کرنے کے بعد پوری دردمندی سے حکومت اور پارلیمنٹ، ہر ایک سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں Ordinances 80% legislation کے ذریعے سے ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ شرمناک بات اور کوئی نہیں ہوسکتی۔خدا کے لئے Article 89 کو amend کر دیجئیے اور کوئی Ordinance, legislation کے ذریعے سے نہیں ہونی چاہیے۔ جو بھی ہو پارلیمنٹ کے ذریعے سے ہو، اب دیکھیں حالات بدل جائیں گے۔ پھر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ treaties کا ractification اور

اس کی abrogation کا ractification پارلیمنٹ یا parliamentary committee کے ذریعے ہونی چاہیے ۔ اگر یہ اصلاحات آپ کرتے ہیں تو پھر پارلیمنٹ موثر ہو گی ۔

جناب والا! تیسری چیز ہے فوج کا کردار۔ بلاشبہ ہم نے بڑے heavy heart کے ساتھ 31 دسمبر تک کی بات مانی لیکن جتنی جلدی ہوسکے چیف آف سٹاف کا عہدہ صدارت سے الگ کیا جائے full time Chief of Staff مقرر کیا جائے اور فوج کو دفاع کے لئے مخصوص کردیا جائے ۔میں اس alarming صورتحال سے آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ فوج کا دخل Civil Administrationمیں بلکہ معیشت میں ، صنعت میں ، زراعت میں اور اب تو خود پارلیمنٹ کے لوگوں کی training آخر نیشنل ڈیفنس کالج کا کیا role ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبران کے لئے ٹریننگ پروگرام بنائے۔ جناب والا! یہ کام پارلیمنٹ کا ہے ' پارلیمنٹ کی sovereignty کا تقاضا ہے اور دنیا کے سارے ممالک میں یہ کام پارلیمنٹ خود کرتی ہے ۔یہ کام آپ کو کرنا چاہیے۔ یہ کام نیشنل ڈیفنس کالج کو دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ خود پارلیمنٹ کےمستقبل کے role کے اندر فوج کو لا رہے ہیں ۔اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ فوج کے کردار کے معاملے کو once and for all clear ہونا چاہیے اور Article 6 کو effective ہونا چاہیے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کی نہ کوئی ضرورت تھی اورنہ ہے۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ اس طرح مارشل لاءختم ہو جائے گا' غلط ہے۔ اس طرح آپ دراصل فوج کا سایہ اور مارشل لاء کا سایہ دائمی طور پر ملک کی سیاست کے اوپر اور ملک کی جمہوریت کے اوپر قائم کردیں گے ۔ خدا کے لئے اس جال میں نہ پڑیں اور جو پارلیمانی ادارے ہیں ان میں Defence Committee موجود ہے ۔ نیشنل سیکورٹی کے لئے ہمارے پاس وافر انتظامات ہیں انہیں متحرک کیجئے۔ ہمیں کسی اور ادارے کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب والا! چوتھا ادارہ عدلیہ کا ہے ۔ عدلیہ کی عزت کی بحالی ' عدلیہ کی independence' عدلیہ کا Executive سے جدا ہونا ۔ آپ پاکستان کی تاریخ میں دیکھیں پہلی مرتبہ عدلیہ اور bar کے درمیان کتنا خلاء پیدا ہوا ہے ۔ پہلی مرتبہ پاکستان کی بارکونسل نے judiciary کے خلاف white paper شائع کیا۔ یہ ایک alarming situationہے ۔ اس سے ادارے تباہ ہوں گے۔ خدا کے لئے اس کا بھی حل تلاش کیجئیے ۔پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

Federation کی حفاظت کی جائے ۔ آپ ایک unitary system کی طرف آ گئے ہیں اور فوج کی مداخلت جب بھی ہوگی ملک Federation سے ہٹ کر unitary system کی طرف آئے گا ۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ 1973 کے دستور کو ٹھیک ٹھیک نافذ کیا جائے اور بلا تاخیر نافذ کیا جائے۔ صوبوں کو چودہ دوسری وزارتیں ، جن کو مرکز نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا ہے، منتقل کیا جائے۔ Concurrent List review کی جائے اور provinces کو وہ اختیارات دیئے جائیں، جو ان کا دستوری اور سیاسی حق ہے۔ اس کے بغیر آپ ملک میں مسائل پیدا کریں گے، conflict پیدا کریں گے اور خطرناک راہوں پر جائیں گے۔

Local Government کے بارے میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ نظام آیا ہے وہ ایک unitary system کے حصے کے طور پر آیا ہے اور صدر کی constituency بنتا جارہا ہے۔خدا کے لیے اس کوتاہ نظری سے نکلیئے اور کوشش کیجیئے کہ Local Government proper Local Government ہو۔ Third tier کے طور پر نہ ہو، provinces کے ساتھ ہو، وہ ہونی چاہیئے اور ضرور ہونی چاہیئے لیکن اسے اپنے طریقے پر ہونا چاہیئے۔ اسے Presidency کے offshoot کے طور پر نہیں ہونا چاہیئے۔

دوسری بات، جناب والا! آج قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے میں اپوزیشن میں ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میں اپوزیشن میں ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو قومی مسائل ہیں، ان پر national consensus ہونا چاہیئے ۔ آج national reconciliation کی ضرورت ہے، جو لوگ باہر چلے گئے ہیں، چاہے وہ اپنی مرضی سے گئے ہوں یا ان کو بھیجا گیا ہو۔ٹھیک ہے ان کے جو بھی کارنامے رہے، اچھے اور برے، ہمارے سامنے ہیں لیکن ان سب کے باوجود ملک کی جو political ground realities ہیں ان کو تسلیم کر کے ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ماضی کی غلطیوں کا اعتراف اور ازالہ اور اس کے لیے سب کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ قومی یکجہتی اور reconciliation کی ضرورت ہے۔ میری نگاہ میں اس سال کا یہ ایجنڈا ہے اور اس کے لیے by partisan policies develop کرنا بہت ضروری ہے۔ جہاں ہمارے درمیان اختلاف ہو، وہاں پھر ہم اختلاف کا احترام کریں۔

تیسری جناب والا! اس وقت خارجہ پالیسی کا re-examination and review بہت

بڑی ضرورت ہے۔ اس وقت ہماری خارجہ پالیسی shambles میں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا role بھی تھوڑا سا marginalised ہے۔ امریکہ کی طرف جھکاؤ اور امریکہ کا ہمارے معاملات میں جو عمل دخل ہے، اس سے ہماری آزادی، حاکمیت اور خودمختاری خطرے میں ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ٹھنڈے دل سے بیٹھیئے۔ ہم امریکہ کی دوستی چاہتے ہیں، امریکہ ایک سپر پاور ہے۔ ہمیں کسی سے لڑنا نہیں ہے لیکن ہماری اپنی آزادی، نظریات، اقدار، معیشت اور ثقافت یہ اصل اہمیت رکھتے ہیں۔

اگلی چیز جو ضروری ہے، خود انحصاری، self reliance کے بارے میں احتیاط کریں۔ چوتھی چیز، جناب والا! معاشی پالیسی کا review ہے۔ اس کے جو positive پہلو ہیں، ان پر قائم رہیئے لیکن اس میں جو بڑے بڑے gaps اور contradictions ہیں، جو lapses ہیں، جو neglected areas ہیں، ان کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس میں سب سے اہم چیز خود انحصاری ہے۔ غربت کو دور کرنا، روزگار کی فراہمی، تقسیم دولت کے معاملات کو بہتر کرنا، عوام کا participation اور معاشی ترقی کے ثمرات کو ایک محدود طبقے تک محدود نہ رہنے دینا بلکہ پوری معیشت کو تمام عوام تک پہنچانے کا انتظام کرنا ہے۔

پانچویں چیز، جناب والا! احتساب ہے۔ احتساب بیورو اپنی legitimacy, credibility کھو چکا ہے لیکن احتساب ضروری ہے۔ اسے across the board ہونا چاہیئے۔ اسے transparent ہونا چاہیئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے session میں، ایک سوال کے جواب میں، سینیٹ میں جو چیزیں آئیں، وہ افراد جو وزارتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے نام اور کہاں، کہاں ان پر مقدمات چل رہے ہیں۔ ایگزٹ کنٹرول میں کن، کن کا نام ہے یہ ساری چیزیں آئیں تھیں۔ ہم نے یہ ایک مذاق بنا دیا ہے۔ Accountability کو حکومت اور اپوزیشن سے بالا ہونا چاہیئے اور اس کے لیے ایک total independent نظام بنانا ازحد ضروری ہے جب ہی قوم میں اس کا اعتماد پیدا ہو سکے گا۔

چھٹی چیز، جناب والا! تعلیمی پالیسی ہے۔ اس وقت ہماری تعلیمی پالیسی بھی lop sided ہے جس سے quality of education گر رہی ہے۔ میں ایک استاد ہوں، میں نے 45 سال پڑھایا ہے۔ جب میں interview لینے کے لیے جاتا ہوں تو مجھے دکھ ہوتا کہ first class

M.A. کر کے آ رہے ہیں اور ان کو اس مضمون کی ابجد و ہوز کا پتا نہیں ہے۔ جو بھی اس کے بارے میں، میں نے سوالات کیے، قانون کے بارے میں نے سوالات کیے، صرف arguments۔ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ آج دنیا کی وہ یونیورسٹیاں جو اس سے پہلے پاکستان کے صرف سرٹیفکیٹ پر داخلہ دے دیتی تھیں، آج وہ انکار کر دیتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں آؤ اور دوبارہ امتحان دو تو خدا کے لیے اس کی فکر کیجیے۔

تعلیم کا نظریاتی پہلو، وزیر اعظم صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ اب national curriculum اور national policy بنائیں گے۔ آج آپ کے ہاں تین، تین تعلیمی نظام چل رہے ہیں۔ Private education, Cambridge, A Level and O Level culture پیدا کر رہی ہے۔ Public education جس کا کوئی حال ہی نہیں ہے اور دینی تعلیم جو لوگوں کو دوسرے رخ پر لے جا رہی ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ایک national policy بنائیں، national agenda ہو، national curriculum ہو۔ یہ سارے وہ معاملات ہیں جو پارلیمنٹ کے کرنے کے ہیں۔ بلاشبہ نظریاتی، اخلاقی، تہذیبی تعلیم بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ فنی اور ٹیکنالوجی کی تعلیم بھی ضروری ہے تب ہوگی quality of education۔

یہی حال صحت کا ہے۔ صحت کی پالیسی prevention and cure ان دونوں چیزوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ہے۔ عام آدمی کا حال یہ ہے کہ دوائی اس کو ملتی نہیں ہے۔ ہسپتالوں کا برا حال ہے۔ یعنی آج جو انسانوں کی بنیادی ضروریات ہیں وہ پوری نہیں کریں گے تو پھر extremism پیدا ہوگا، پھر تصادم پیدا ہوگا، پھر violence پیدا ہوگا۔ Violence اور تصادم کو روکنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ justice فراہم کریں۔ آپ ضروریات زندگی پوری کریں۔ آپ ان کو آگے بڑھنے کے مواقع دیں، آپ دیکھیں گے کہ یہ قوم بڑی زرخیز اور صلاحیتوں کی مالک ہے۔

جناب والا! میں اس کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو issues اور ہیں جن پر کہ ہمیں یکسو ہونا چاہیے۔ پہلا ہے ہماری nuclear صلاحیت۔ میری نگاہ میں اس وقت امریکہ کی تمام policies کا اصل target پاکستان کی نیوکلیئر صلاحیت کو تباہ کر دینا ہے۔ وہ رول بیک اور اس

پر اپنا قبضہ چاہتے ہیں ۔ ان کو اسرائیل کی نیوکلیئر صلاحیت سے خطرہ نہیں ہے ' انڈیا سے نہیں ہے ' صرف پاکستان سے ہے اور ہم اپنی نادانی میں اس trap کے اندر گرفتار ہوتے چلے جا رہے ہیں جس میں امریکہ ہم کو لے کر جا رہا ہے ۔ ہم نے غلط اعترافات کئے ہیں ۔ ہم نے اپنا صحیح صحیح دفاع نہیں کیا ہے اور جو کچھ ہم نے کر لیا ہے میری نگاہ میں اس کے نتیجے کے طور پر ہم کم از کم 50 percent actual roll back کر چکے ہیں ۔ اگر اب بھی ہم نے حالات کو نہ روکا تو مجھے ڈر ہے کہ ہم اس مقام پر پہنچ جائیں گے کہ جہاں ہم ہندوستان کا مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے ۔ Nuclear deterrence ایک dynamic اور ایک ever-generating concept ہے اور اس کے لئے research بھی ضروری ہے ۔ اس کے لئے نئے وسائل کا حصول بھی ضروری ہے ' نئی ٹیکنالوجی کا حصول بھی ضروری ہے ۔ کوئی آپ کو خود نہیں دے گا ۔ آپ کو اسے حاصل کرنا ہوگا یا develop کرنا ہوگا۔ جناب والا !میری نگاہ میں nuclear programme کو بڑا خطرہ درپیش ہے اور ہر روز ہمارے اس معاملے میں قدم پیچھے جا رہے ہیں 'آگے نہیں جا رہے ہیں ۔ ہم سب کو مل کر ایک national policy کے طور پر اسے اختیار کرنا چاہیے ۔

آخری چیز جناب والا ! کشمیر اور کشمیر پالیسی ' اس context میں بھارت سے تعلقات ۔ یہ پارلیمنٹ کا حق ہے کہ وہ یہاں ان تمام چیزوں کے اوپر بحث کرے ۔ کشمیر کے معاملے میں ہم نے ایک کے بعد دوسری پسپائی اختیار کی ہے ۔ ہم نے بڑے دھڑلے سے پہلے یہ بات کہی تھی کہ افغانستان میں ہم امریکہ کا ساتھ اس لئے دے رہے ہیں کہ وہاں پر افغانوں کے خلاف جو اقدام ' یہ short and targetted ہوں گے ۔ ہم نے کہا تھا کہ ہماری سرزمین کسی operation کے لئے استعمال نہیں ہوگی ۔ ہم نے کہا تھا کہ Northern alliance کو اقتدار نہیں سونپا جائے گا ۔ ہم سے commitment کی گئی ہے ۔ ہم نے کہا تھا کہ وہاں جو بھی نظام بنے گا اس میں ہمارا مشورہ شریک ہوگا۔ ان باتوں میں سے ایک بھی بات پوری نہیں کی گئی ۔ ہم نے کہا تھا کہ ہم نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ہماری کشمیر پالیسی مستحکم ہو جائے گی اور ہم نے اس کے دفاع کے لئے یہ کام کیا ہے اور ہم نے اس لئے کیا ہے کہ ہمارے nuclear assets محفوظ ہوسکیں گے ۔

جناب والا ! nuclear assets نشانہ بن رہے ہیں، کمزور ہو رہے ہیں اور اب کشمیر کا معاملہ ہے۔ ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ کشمیر کی جدوجہد جہاد آزادی ہے۔ National resistance اور آج ہم یہ بات کہہ رہے ہیں۔فرانس کا انقلاب جس اصول پر ہوا اس کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ right to resist operation امریکہ کا انخلاء، Righ to self-determination, UN charter, right to self-determination, NAM charter, right to self-determination, International declaration of human rights, right to self-determination. آج چونکہ امریکہ ہر چیز کو دہشت گردی کہہ رہا ہے، ہم ادھر سے وہی کہہ رہے ہیں۔ ہندوستان یہ کہہ رہا ہے cross border terrorism,cross border infilteration ہم نے کب Line of Control کو مانا ہے۔ وہ international border نہیں۔ کشمیری ایک ہیں۔ کشمیریوں کو بانٹ دیا گیا ہے لیکن ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم آج خود جہاد کو، حق آزادی اور جہاد آزادی سب کو۔ ہم withdraw کر رہے ہیں۔UN-Resolution جو Constitutional, legal and political bases ہے، پورے معاملے کا اس پہ ہم فیصلہ کرنے کو تیار ہیں۔ ہماری پہلے پالیسی یہ تھی کہ تمام معاملات اس وقت ہندوستان سے طے ہوں گے جب کشمیر کا core issue طے ہو جائے گا۔ اس سے آگے بڑھ کر ہم وہاں تک آئے کہ چلو اچھا ایک comprehensive and integrated approach ہو۔ Composite dialogue تو ہندوستان کی اصطلاح تھی، ہم نے تو اپنی اصطلاح بھی چھوڑ دی۔ ہماری اصطلاح تھی comprehensive and integrated dialogue ہندوستان کی اصطلاح تھی composite dialogue. ہم اس پر آگئے اور نتیجہ یہ ہے کہ اب جو بھی India dictate کر رہا ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ concession ہم دے رہے ہیں لیکن حاصل کچھ نہیں کر رہے۔ہم نے ceasefire کر دیا ہے اور وہ boundary بڑھا رہا ہے۔ وہاں پر ظلم ہو رہا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ دس افراد کو شہید نہ کیا جا رہا ہو، مکانوں کو تباہ نہ کیا جا رہا ہو، custodial killings نہ ہوں، targetted killings نہ ہوں۔ حتیٰ کہ عالم یہ ہے کہ کشمیر میں جو آپ کے ہمنوا ہیں آج وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ ہمیں جو توقعات پاکستان سے تھیں وہ پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ سید علی گیلانی نے چشم تر یہ کہا ہے کہ آج جو خون یہاں بہہ رہا ہے مجھے دکھ ہے کہ پاکستان اب اس خون پر احتجاج بھی نہیں کر رہا ہے۔

Mr. Chairman: Please try to conclude.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! تو یہ ہے وہ صورتحال۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اصل ایجنڈا یہ نو نکات ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ Institutions. Parliament, Judiciary, local governments, کی اصلاح ، education policy, economic policy, foreign policy اور پھر سب سے بڑھ کر nuclear deterrence اور کشمیر کے بارے میں مکمل قومی یکجہتی کے ساتھ ایک قومی پالیسی پر ڈٹ جانا۔ دنیا میں وہی قومیں زندہ رہی ہیں جنہوں نے resist کیا، جنہوں نے اپنے نظریات، اپنے مفادات، اپنے اصولوں کی خاطر جان کی بازی لگائی ۔ وہ جو پسپائی اختیار کرتے ہیں وہ کبھی زندہ نہیں رہتے، وہ اگر زندہ بھی رہتے ہیں تو مردوں سے بری حالت میں رہتے ہیں۔ تو زندگی کا قاعدہ یہی ہے، اصول یہ ہے کہ جو زندہ رہنا چاہتا ہے وہ مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جو مرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ عزت کی زندگی نہیں گزارتا ہے۔ ہم نے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ۱۹۴۰ء میں جب ہم نے نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان کا آغاز کیا تھا۔ ہماری کیا strength تھی؟ ۱۹۳۷ء کے الیکشن کے بعد مسلم لیگ کے کتنے افراد تھے مرکزی اسمبلی میں اور صوبائی اسمبلیوں میں؟ لیکن ہم نے ایک مقصد سامنے رکھ کر، ایک عزم کے ساتھ اور ایک ہمت کے ساتھ جدوجہد کی اور سات سال میں اپنا مقصد حاصل کیا۔ Equality of powers ضروری نہیں ہوتیں لیکن vision ضروری ہے، تغیر ضروری ہے، نقشہ راہ ضروری ہے، ہمت ضروری ہے، قربانی کا جذبہ ضروری ہے اور صرف یہی وہ راستہ ہے جس پر قوموں نے تاریخ کو بدل دیا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ آج کوئی غالب ہے اور dominant ہے تو تاریخ قبرستان ہے بڑی بڑی super powers کی ۔ یہی برطانیہ جو میرے بچپن میں ایک super power تھا اور جس نے انگریزی زبان میں یہ محاورے قائم کئے تھے کہ sun is never set on the British empire, and برطانیہ ruled over waves لیکن آپ کو معلوم ہے کہ برطانیہ has to waived the rule. اور آج برطانیہ کا جو کچھ رہ گیا ہے اس پر سورج طلوع ہی نہیں ہوتا۔

جناب والا! روس کی کیا صورت تھی؟ خرو شیف نے جا کر جنرل اسمبلی میں اپنے پاؤں میز کے اوپر رکھے تھے اور کہا تھا come here to bury the capitalism. تو کہاں گیا وہ روس؟ صرف dominant ہونا کوئی بات نہیں۔ بڑی بڑی طاقتیں ہیں جو تباہ ہوئی ہیں۔ آج امریکہ کو افغانستان میں اور عراق میں معلوم ہو رہا ہے کہ unilateralism کے نتائج کیا ہوتے ہیں؟ Super powers کی limitations کیا ہیں؟ تو ایسا نہیں ہے کہ ہم بالکل کمزور ہیں۔

جناب والا! ہمیں اپنے عزم، اپنے ایمان، اپنے vital interests اور اپنی قوم کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اگر قوم آپ کے ساتھ ہے تو آپ مضبوط ہیں۔ اگر بش آپ کے ساتھ ہے تو آپ مضبوط نہیں ہیں۔ Beating about the Bush سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جناب والا! اس لئے میں اپنی بات کو یہ کہہ کر conclude کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صدارتی خطاب ایک نہایت مایوس کن اور حقیقی مسائل سے انحراف ہے اور اس میں اغماض کیا گیا ہے۔ محض نصیحتیں اور مکے دکھانے سے پارلیمانی نظام، ملک کی سلامتی، ملک کی ترقی کا راستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں توقع تھی کہ جنرل صاحب اس دستوری نظام کی بحالی اور 17th amendment کے بعد کوئی سبق سیکھیں گے اور ایک statesman کا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے لیکن انہوں نے بدقسمتی سے statesman کی بجائے ایک کمانڈو کا کردار اختیار کرنے کی کوشش کی اور وہ بھی ستم ظریفی ہے کہ کمانڈو کا role اگر میدان کار زار میں وہ اختیار کرتے تو شاید ہم خوش ہوتے لیکن وہ پارلیمنٹ آکر کمانڈو کا کردار اختیار کرتے ہیں اور سیاست میں کرتے ہیں تو اس سے زیادہ شرمناک کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Dr. Shehzad Wasim.

Dr. Shehzad Wasim: Mr. Chairman! Thank you.

17 جنوری 2004 ء کو صدر جنرل مشرف نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا۔ میں نے ابھی اپوزیشن کے ایک سینئر رکن کی تقریر اس خطاب کے متعلق سنی۔ میں تو کافی دیر اس

پریشانی میں مبتلاء رہا کہ دنیا میں ایسے بھی واقعات ہوتے ہیں کہ جب آپ ایک جگہ موجود نہیں ہوتے ہیں، آپ ایک شخص کو اپنے کانوں سے سنتے بھی نہیں ہیں پھر بھی آپ گھر بیٹھ کر اس پر ڈیڑھ گھنٹہ بول سکتے ہیں۔ یہ انہی کا خاصہ ہے۔جناب چیئرمین! secondly آپ کو معلوم ہوگا کہ اب بھی اس کا ذکر کیا گیا اور شروع سے کہا گیا کہ President صاحب کیوں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب نہیں کر رہے ہیں؟ ہمیں معلوم تھا اور دنیا نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں کا اس خطاب کو سننے میں کوئی interest نہیں تھا۔ اس road-map کو جانچنے اور اس vision کو دیکھنے میں جو چیز ہمیں اس خطاب میں نظر آئی، وہ انہیں نظر نہیں آئی۔ وہ جو کل تک L.F.O کے سمجھوتے کے تحت ساتھ بیٹھے تھے، آپ نے دیکھا کہ انہوں نے اس خطاب سے walk out کیا۔ وہ جو اٹھتے بیٹھتے اس خطاب کو سننے کے لئے بے قرار نظر آتے تھے، انہوں نے ڈیسک بجانے والی روایت کو وہاں پر بھی قائم رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے تحت وہ اخلاقی طور پر اس خطاب پر بات کرنے کا اپنا حق کھو دیتے ہیں۔

جناب والا! میری نظر میں اور پاکستانی قوم کی majority کی نظر میں President کا خطاب صحیح معنوں میں ایک statesman کا خطاب تھا۔ لیڈر وہ ہوتا ہے جو دیوار سے پار دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔لیڈر وہ ہوتا ہے جو اپنی قوم کو اعتماد میں لے اور آئندہ آنے والے درپیش خطرات سے انہیں آگاہ کرے۔نہ صرف آگاہ ہی کرے بلکہ ان کے ساتھ مل کر ان سے نکلنے کی سبیل بھی کرے۔لیڈر وہ نہیں ہوتا جو وقت کے بہاؤ میں بہہ جاتا ہے۔ لیڈر وہ نہیں ہوتا جو صرف آج کی بات کرتا ہے۔ یہاں پر طعنے دئے جاتے ہیں کہ sell out ہوگیا' stand نہیں لیا۔ جناب والا! میں اس بات کی detail میں جانے سے پہلے میں اس environment کا ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا جس میں ہم آج رہ رہے ہیں۔ سوائے خدا کی ذات کے دنیا میں کوئی چیز absolute نہیں ہوتی ہے۔ خدا نے جب اس کائنات کو بنایا تو ہر چیز کو دوسری چیز سے relative رکھ کر بنایا۔ جب بھی آپ کسی چیز کو جانچتے ہیں تو relativity کی theory apply ہوتی ہے۔ آج دیکھیں کہ ہم کس environment میں زندہ رہ رہے ہیں۔ 9/11 کے بعد دنیا کو ایک نئے ماحول کا سامنا ہے اور یہ حقیقت ہے، آپ اسے مانیں یا نہ مانیں، آپ کے پاس صرف دو options ہیں۔پہلا یہ کہ آپ میں اتنی صلاحیت ہو کہ آپ اس environment کو

change کر سکیں جو کہ آج دنیا میں کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔امریکہ کے پاس ہے اور وہ اسے استعمال کر رہا ہے۔ یہ fact ہے۔ دوسرا option یہ ہے کہ اس بدلتی ہوئی environment میں رہتے ہوئے، اپنے national interests کو protect کرتے ہوئے، اپنی strategy میں اور tactics میں change لائی جائے تاکہ آپ بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اپنے قومی معاملات کو بہتر طریقے سے دیکھ سکیں۔ انہیں چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جنرل مشرف نے اپنے خطاب میں ان چار الزامات کا ذکر کیا جو دنیا پاکستان پر لگا رہی ہے۔ میں پروفیسر صاحب کو واضح کر دوں کہ یہ الزام جنرل مشرف نہیں لگا رہے ہیں - یہ وہ perceptions ہیں اور یہ بالکل wrong perceptions ہیں جن کا سامنا آج پاکستان کو ہے۔ ان میں ایک nuclear proliferation کے متعلق ہے، دوسرا religious extremism, fundamentalism and terrorism کے متعلق ہے۔ تیسرا کشمیر اور اس کے متعلق ہے جیساکہ ہم پرالزام لگتا ہے کہ cross border terrorism ہورہی ہے اور چوتھا قبائلی علاقوں میں غیر ملکی دہشت گردوں کی پناہ کے متعلق ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ان perceptions کو clear کرنے کی کوشش کی جائے تو کیا یہ ملک کے مفاد میں ہے یا نہیں؟ اگر آپ ان perceptions کو clear نہیں کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ دنیا کے سامنے ان الزامات کو admit کرتے ہیں تو ان چیزوں کو please مت mix کریں۔

آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں، یہ الزام لگاتے ہیں کہ ایک فرد واحد فیصلے کر رہا ہے - جناب فرد واحد بھی موجود ہے اور پوری پارلیمنٹ بھی موجود ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ somebody stands out and he is standing out, and why he is standing out اس لیے کہ آج اس کے ہاتھ صاف ہیں۔ ماضی کی لیڈر شپ کےمقابلے میں آج اس کے دامن پر کسی کرپشن کا کوئی چھینٹا نہیں ہے۔ آج وہ اپنے کندھوں پر قوم کی لوٹی ہوئی دولت کا بوجھ لے کر نہیں پھر رہا ہے - اس لیے اس میں یہ اخلاقی جرات ہے کہ وہ ان خطرات کو، ان الزامات کو face کرے اور He can take the bull by the horn سب سے پہلے میں Nuclear polifration کے متعلق بات کروں گا - پچھلے دنوں ہم نے دیکھا کہ پاکستان کو ایک نہایت مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑا - IAEA کے الزامات اور ثبوت ہمارے سامنے تھے اور

اس کے جواب میں ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک ایسا issue ہے ' یہ ایک ایسا asset ہے جو پوری قوم کی امانت ہے ۔جو صرف حکومتی بنچوں کی امانت نہیں ہے ۔اپوزیشن کی بھی امانت ہے ۔ وہ اس ملک میں بسنے والے ہر بچے کی امانت ہے تو اس سلسلے میں پارٹی لائن سے اوپر ہو کر ہم ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوط کریں گے ۔ ہم یہ جانتے گئے کہ کیا ہمارے حق میں بہتر ہے اور کیا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہے۔ ہم چند افراد کی غلطی کو پوری قوم پر مسلط نہیں ہونے دیں گے ۔جناب وہاں پر بھی stand لیا گیا ۔ stand لیا گیا اور دنیا کو یہ باور کرایا گیا اور واشگاف الفاظ میں یہ بتایا گیا کہ پاکستان اپنے نیو کلیئر پروگرام سے ایک انچ پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے ۔ پاکستان اپنے میزائل پروگرام سے ایک انچ پیچھے ہٹنے والا نہیں اور شاہین 2000 کلو میٹر کے test fire کا بھی اعلان کیا گیا۔ کیا یہ roll back ہے ۔

اس کے مقابلے میں کیا ہوا؟ یہاں پر یکجہتی کی بات کی جاتی ہے ' جناب ہمیشہ تقریر کے آخر میں کہا جاتا ہے کہ قومی یکجہتی کی ضرورت ہے اور جب میدان حاضر ہوتا ہے تو ہڑتال کی call دی جاتی ہے۔جب یکجہتی کی ضرورت ہوتی ہے تو ان issues کو جن پر ملک کی سلامتی کا دار و مدار ہے' ان issues کے پردے میں یہ اعلان بھی کیا جاتا ہے ۔ "مشرف ہٹاؤ تحریک" مگر آپ نے دیکھا کہ اس ملک کے عوام اپنے محسنوں سے اپنے Heroes سے عقیدت و احترام رکھتے ہیں ۔ مگر ان جذبات کے ساتھ ساتھ وہ ایک شعور بھی رکھتے ہیں۔ میں آج بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی آپ نے عوام کے جذبات اور ان کی معصومیت کے مقابلے میں ان کے شعور کو چیلنج کیا تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کتنے باشعور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہڑتال کی call بھی ناکام ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریک اخبار کے صرف ایک فوٹو تک محدود ہو جاتی ہے اور اسی ہار کو آپ ہار بنا کر وہ فوٹو کھینچواتے ہیں۔

جناب قومیں واقعات کے گرداب میں نہیں پھنسا کرتیں ، قومیں جب کسی مشکل میں آتی ہیں تو وہ ان کے بننے کا وقت ہوتا ہے ۔تاریخ شاہد ہے کہ ہر destruction کے بعد ایک construction کا عمل شروع ہوتا ہے ۔یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا ۔ آپ دیکھیں امریکہ میں بھی ایک father of Amercian Nuclear program تھا ۔ اس پر بھی الزام لگا Nuclear secret leakage کرنے کا ' Open Hamer کیا ہوا' وہی شخص security risk قرار پایا ۔ اس کے بعد

Doctor Lee پر چائنا کے ساتھ سازباز کرنے کا الزام لگا۔ کیا ہوا اس پر بھی ۵۹ الزامات لگے جس میں سے ایک پر اس کو سزا ہوئی تو کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ انسانوں کو انسان رہنے دیں۔ ان کو بت مت بنائیں۔ جب آپ انسانوں کو انسان رہنے دیں گے تو پھر آپ ان تمام confusions سے نکل سکیں گے۔

دوسرا، کشمیر کا ذکر کیا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ آج دنیا میں ہمارے موقف کو وہ پذیرائی نہیں مل رہی جو کہ ملنی چاہیئے۔ آج میڈیا کی اس war میں دنیا across the border terrorism کے اختلاف کو تسلیم کر رہی ہے۔ اس صورتحال میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ کشمیر کے اندر جو چیز ہو رہی ہے across border terrorism نہیں بلکہ وہ کشمیر کی indigenous struggle ہے۔ جناب چیئرمین، جب بھی کشمیر کے اوپر بات ہوئی، جب بھی ہندوستان کے ساتھ تعلقات پر بات ہوئی تو کہاں پاکستان نے اپنا stand چھوڑا؟ کیا پاکستان نے ہمیشہ یہ نہیں کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا، جب تک تینوں فریق کی مرضی اس میں شامل نہیں ہوگی۔ کیا ہمیشہ کشمیری قیادت کو اس اعتماد میں نہیں لیا گیا؟ کیا ہمیشہ یہ نہیں کہا گیا کہ United Nations کی قراردادوں کی روح کی روشنی میں اس کا حل تلاش کیا جائے گا۔ جناب میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ آج تک انہوں نے جو پالیسیاں اختیار کی ہیں یہ انہی پالیسیوں کا نتیجہ ہے، یہ اسی مکتبہ فکر کا نتیجہ ہے کہ آج اگر کشمیر میں آزادی کی جدوجہد پر کوئی خون گراتا ہے تو اس پر دہشت گردی کا الزام لگتا ہے۔ اپنے معاملات ٹھیک کرنے ہونگے۔ اپنے معاملات ٹھیک کئے بغیر، دنیا کو ساتھ لئے بغیر، ہم دنیا کو dictate کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

تیسری چیز، جمہوریت کی بحالی کے متعلق بات ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ صدر مشرف اس بات میں بالکل حق بجانب ہیں۔ وہ بلاشبہ اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ انہوں نے قوم کے ساتھ جمہوریت کی بحالی کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا ہے۔ آپ اپنی تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ کون ہے جس نے اپنے الفاظ کا پاس رکھا؟ کون ہے جس نے اپنے الفاظ پر پہرہ دیا ہے؟ مگر اس مرتبہ آپ دیکھیں کہ ایک دن بھی اوپر نہیں ہوا۔ دیئے ہوئے وقت کے اوپر اس ملک میں انتخابات کروائے گئے، نہ صرف انتخابات کروائے گئے، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس

کے بعد پارلیمنٹ وجود میں آتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ جس کو آپ sustainable democracy کہتے ہیں اس کے parallel ایک ایسا سسٹم وجود میں آتا ہے جو کہ grass roots تک جمہوریت کے ثمرات کو لے کر جاتا ہے۔

جناب والا، جمہوریت پر بات کرنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ کیا جمہوریت صرف پولنگ بوتھ تک جانے، vote cast کرنے اور اس کے نتیجے میں یہاں آکر ان سیٹوں پر براجمان ہونے کا نام ہے یا جمہوریت ایک رویے کا نام ہے۔ ہم نے ماضی میں جمہوریت کے نام پر شخصی آمریت بھی دیکھی مگر پہلی مرتبہ مشاورت کا عمل دیکھا۔ میں جمہوریت کے دعوے داروں سے پوچھنا چاہتا ہوں پارلیمنٹ کی بالادستی کا دعوی کرنے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سال تک پارلیمنٹ کو نہ چلنے دینے کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا یہاں کی جمہوریت کی بالادستی میں contribution ہے۔ اس کا فیصلہ یہ خود بہتر کر سکتے ہیں۔

تیسری چیز جمہوریت کا ایک اہم جز tolerance ہے۔ میڈیا کی آزادی ہے۔ اب دیکھیں کہ پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جتنی میڈیا کی آزادی، پریس کی آزادی اس دور میں دیکھنے کو ملی ہے اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ کسی کے اشتہار کبھی روکے ہیں، نہ کسی کو پریس advice جاری کی گئی، نہ کوئی censor پالیسی اپنائی گئی۔ جس کا دل کرتا ہے وہ جاتا ہے channels پر appear ہوتا ہے اپنا point of view پیش کرتا ہے۔ جس کا دل چاہتا ہے پتھر اٹھا کر پھینکتا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی کسی قاعدہ اور ضابطے میں لانے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ اب تو ایسے بھی پروگرام شروع ہو گئے ہیں کہ جو صبح تیل بیچتا ہے شام کو فون اٹھا کر فارن پالیسی پر بحث کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جناب والا ! economy, I am aware of the economy, economy پاکستان کی سیکیورٹی بلکہ کسی بھی ملک کی سیکیورٹی کا ایک اہم جزو ہے۔ ہم نے مثالیں دیکھی ہیں۔ Soviet Union کی ایک تازہ مثال موجود ہے کہ جب economic pillar strong نہیں ہوتا تو بڑے بڑے arsenals کے باوجود ملک collapse کر جاتا ہے۔ ہم اس بات پر متفق ہیں کہ پاکستان کے macro economic indicators میں بہتری آئے گی اور یہ الزام لگتا ہے کہ اس بہتری کا کیا فائدہ جب اس کے ثمرات عام آدمی تک نہیں پہنچتے۔ جناب والا! economy کی جو

عمارت تھی وہ جس خستہ حال میں تھی اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ کسی نے آکر اس پر موٹر وے کی سفیدی کی، کسی نے آکر اس پر کوئی اور رنگ و روغن کیا۔ مگرکسی نے بھی کوشش نہیں کی کہ اس کی بنیاد کو مضبوط کیا جائے کیونکہ جب تک اس کی بنیاد کو آپ مضبوط نہیں کریں گے، وہ ایک عالی شان عمارت اس پر نہیں کھڑی ہو سکتی۔ ان macro economic achievements کے بعد الحمدللہ economy کی ایک solid foundation بن چکی ہے اور اس foundation کے اوپر ایک roadmap دیا گیا ہے جس کی روشنی میں ہم ایک ایسی حسین عمارت کا structure کھڑا کر سکتے ہیں جس میں تمام social sectors کی problems کا جواب موجود ہو گا۔ جس میں عوام کی تعلیم ، صحت اور empowerment اور وہ تمام چیزیں جن کے ہمارے عوام نہ صرف حق دار ہیں بلکہ یہ ان کا حق بنتا ہے وہ ان کو مل سکے گا۔

آخر میں ، میں مختصر کرتے ہوئے ایک چیز کی طرف آپ کی توجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ President کی speech کا unwritten part ہے۔ وہ ان کی body language ہے۔ جناب ان کو کمانڈو کا مکا نظر آیا ہے مگر میرے سمیت تمام محب وطن لوگوں کے لئے وہ کمانڈو کا مکا نہیں تھا۔ وہ ایک gesture تھا determination کا' وہ ایک gesture تھا سب کو ساتھ لے کر چلنے کا ، وہ ایک gesture تھا کہ پاکستانی قوم دنیا کی قوموں میں ایک باوقار مقام حاصل کر کے رہے گی ۔ جناب' اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں، جناب چیئرمین' آپ نے پارلیمنٹ کے کچھ لمحات وقف کئے ہیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکیسویں صدی میں آئین پاکستان کے شہری کی حیثیت سے میرا ملک ابھی تک آئین کے Article-41 کے Sub Article-3 کے تحت ایک منتخب صدر سے محروم ہے۔ سترہ جنوری ۲۰۰۴ کو ہمارے اس محترم اور مقدس پارلیمنٹ سے ایک غیرمنتخب، غیر آئینی اور غیرجمہوری صدر نے خطاب کیا جو دراصل اس مقدس پارلیمنٹ کی' اس مقدس ادارے کی توہین کے مترادف ہے۔ جناب والا! میں وہ لفظ کبھی بھی نہیں بھول پاؤں

گا جب ایک آمر نے انسانوں کی اور جمہور کی خواہش پر منتخب ہونے والی آسمبلی کے ان تمام معزز اراکین کو بشمول حکومتی اراکین، اپوزیشن کے اراکین کو غیر مہذب قرار دیا۔اس مہذب ادارے سے خطاب کرنے والا خود کس حد تک اس آئین کے تحت مہذبیت کا حامل تھا۔ جناب والا! جس شخص نے آئین کے Article 244 کے تحت اپنے حلف کی خلاف ورزی کی ہو، جس حلف میں یہ واضح طور پر درج ہے کہ میں آئین اور قانون کا پابند رہوں گا اور فوج کو کسی بھی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں ملوث کرنے کا باعث نہیں بنوں گا۔ ایک ایسے شخص نے مسلسل پاکستان کی سیاست میں چار سالوں سے اپنے دبدبے کے بل بوتے پر پاکستان کی حقیقی وفاقیت کا تمام رخ موڑ کر رکھ دیا ہے اور پاکستان عملاً شخصی اور وحدانی طرز کی ایک ریاست بن چکا ہے۔ جہاں پر کسی political agreement کی، جہاں پر کسی constitution کی، جہاں پر کسی human right charter کی، جہاں پر کتابوں کی، لفظوں کی، قاعدے کی اور قانون کی کوئی اہمیت بھی باقی نہیں رہی۔

جناب والا! میں ایک انتہائی غریب اور پسماندہ صوبے سے تعلق رکھتا ہوں، میں اس وفاق پاکستان میں نہیں بلکہ جنوبی ایشیاء کے پسماندہ ترین علاقے سے تعلق رکھتا ہوں لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے وطن کے جاہل، ان پڑھ، کم تعلیم یافتہ لوگ بھی اس آئین کی پابندی کرتے ہیں لیکن ایک شخص جب غیر آئینی طور پر ان اداروں کو یرغمال بنانے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ ملک میں قانونیت قائم ہو گی، ملک جمہور کی خواہشات کے مطابق چلے گا اور ملک آئینی طریقہ کار کے مطابق چلے گا تو جناب والا! میرے خیال میں اکیسویں صدی میں پاکستان کے 14 کروڑ عوام کے ساتھ یہ ایک مذاق کے مترادف ہے۔

جناب والا! یہ غیر جمہوری، غیر آئینی خطاب تھا اور یہ تاریخ کا ایک جبر ہے جو ہم پر نافذ ہے یا اس وقت ہم پر مسلط ہے۔ جناب والا! اس کے تحت جو خطاب ہوا تھا، سب سے پہلے خطاب میں یہی تھا کہ جو وعدے قوم سے 12 October, 1999 کے بعد کئے گئے تھے، وہ تمام وعدے وفا کئے گئے۔ جناب والا! میرے خیال میں 11 October, 1999 تک میں پارلیمنٹ کے ایوان زیریں کا رکن تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جمہوری حکومتوں نے پاکستان کے 14 کروڑ عوام کے ساتھ کوئی انتہائی منصفانہ سلوک کیا ہے، کوئی انتہائی مہذب سلوک کیا ہے لیکن 12

October, 1999 کے بعد سے تمام دن، مہینوں، سال کی میں خود گواہی دیتا ہوں کہ جناب والا! پاکستان مسلسل ادارتی طور پر روبہ زوال ملک بنتا جا رہا ہے۔ پاکستان میں جو فلاحی ریاست کا تصور ہے، وہ یکسر ختم ہو کر رہ گیا ہے اور پاکستان میں کوئی بھی شخص عزت سے، عزت نفس سے، امن سے اور سکون سے رہنے کے قابل نہیں ہے۔ مہنگائی، امن و عامہ اور دیگر امور نے ایک عام شہری کی زندگی اس طرح اجیرن کر دی ہے اور اس کا اظہار خود Prime Minister نے اپنی تقریر میں کیا، جس کا حوالہ محترم پروفیسر خورشید صاحب نے بھی دیا کہ پاکستان لوگوں کے لئے irrelevant بنتا جا رہا ہے۔ لوگ یہ محسوس نہیں کر رہے ہیں کہ وہ ایک مہذب قومی ریاست کے دائرہ اختیار میں ایک مہذب قاعدے اور قانون کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔

جناب والا! ان کے وعدے مجھے یاد ہیں کہ انہوں نے سات نکات پر مشتمل صوبائی ہم آہنگی، فلاحی ریاست کا قیام، اختیار کی عدم مرکزیت اور پاکستان کے عوام کی معاشی اور معاشرتی ترقی کی بات کی تھی۔ یہ پورا ایوان اس بات کی گواہی دے گا، پاکستان کے مظلوم اور محکوم انسان اس بات کی گواہی دیں گے کہ نہ تو اختیارات کی منصفانہ عدم مرکزیت ہوئی، نہ صوبوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی اور نہ پاکستان ایک فلاحی ریاست بنا۔ آج صوبوں کے مابین جتنے بھی جھگڑے ہیں، وہ پاکستان کی تاریخ میں 1971 کے بعد اب اس وقت سب سے زیادہ ہیں۔ سندھ کے یہ موٹے موٹے آنسو، جناب والا! آپ اس صوبے سے belong کرتے ہیں، آپ کا تعلق اس صوبے سے ہے کہ گریٹر تھل کینال کا منصوبہ یا کالا باغ ڈیم کا منصوبہ مسلط کرنے کی جو وفاق کی یا شخصی حکمرانوں کی پالیسیاں ہیں، انہوں نے سندھی عوام کو، سندھی ماؤں کو، سندھی بہنوں کو سڑکوں پر بھوک ہڑتال کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جناب والا! اسی طرح بلوچستان میں محرومی پائی جاتی ہے ۔ بلوچستان کے عوام کی خواہشات کے خلاف فوجی چھاؤنیوں کا قیام جس سے متعلق وہاں کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر، مشترکہ طور پر 23 ستمبر 2003 کو ایک قرار داد پاس کی کہ ہمیں تعلیمی ادارے چاہئیں، ہمیں فیض کے مرکز چاہئیں، ہمیں فلاح و بہبود، معاشی، معاشرتی ترقی کے لئے اس ملک میں ہمارا جو حصہ ہے وہ دیا جائے۔ چھاونیوں کے جال کی ذمہ داری صرف ہماری جغرافیائی حدود اور ہمارے وطن پر نہیں پڑتی۔ جناب والا! آپ دیکھ رہے ہیں

کہ بلوچستان کے عوام کی خواہشات کے برعکس وسائل کی جس طرح جابرانہ لوٹ کھسوٹ جاری ہے، جس طرح کی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں' ان کی وجہ سے آج آپ کو محرومی اپنی انتہا پر نظر آئے گی۔ اسی طرح ہمارے پشتون بھائیوں کی صوبہ سرحد میں صورتحال دیکھ لیں' وہ ابھی تک بجلی کی royalty کا رونا رو رہے ہیں' ان کے صوبائی معاملات میں وفاق جس حد تک مداخلت کر رہا ہے' دنیا کا کوئی مہذب قاعدہ اور قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ چاہے فاٹا کے غیور قبائلیوں کی زمین ہو' چاہے وہ دیگر پشتونوں کی صوبہ سرحد کی زمین ہو' وہاں پر حکومتی ' انتظامی' سیاسی حوالے سے وفاقی حکومت نے اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ میں وہاں کے لوگوں کے صبر و تحمل کی داد دیتا ہوں کہ وہ ابھی تک وفاق کے خلاف اپنی نفرت ' جذبے اور جوش کا اظہار نہیں کر رہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح پنجاب میں جائیں' ماسوائے جی ٹی روڈ کے اِدھر اُدھر آپ کو تھوڑی سی ترقی نظر آئے گی کیونکہ ہماری civil اور military establishment کا تعلق اسی علاقے سے ہے۔ آپ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی زندگی دیکھیں' آپ کو وہاں پر بھی محرومی اپنی انتہا پر نظر آئے گی' ان کی زمینوں کو شیرمادر سمجھ کر لوگوں میں بانٹا جا رہا ہے' دو روپے ایکڑ' چار روپے ایکڑ' چھ روپے ایکڑ کے عوض۔ کیا ایک فلاحی ریاست اسی کو کہتے ہیں کہ جہاں پر آپ غریبوں کے وسائل کو شیرمادر سمجھ کر اپنے عزیز و اقارب میں بانٹنا شروع کر دیں؟ یہ ہوتی ہے ایک فلاحی ریاست؟ یہ ہوتی ہے ایک جمہوری ریاست؟ اسے کہتے ہیں ایک وفاقی ریاست؟ نہیں' جناب والا! کوئی بھی وعدہ وفا نہیں ہوا بلکہ بے وفائیوں کی انتہا کر دی' استحصال کی انتہا کر دی' لوگوں پر جبر کی انتہا کر دی۔ ہمیں اس ملک میں bound اور مستحکم رکھنے والی دستاویز 1973ء کا constitution ہے' وہ کوئی شخص نہیں' وہ کسی شخص کی خواہشات نہیں' وہ کسی شخص کا رعب اور دبدبہ نہیں' وہ کسی شخص کا مکا نہیں' وہ کسی شخص کی body language نہیں۔ ہم اس دنیا میں کسی قاعدے اور قانون کے تحت چلنا چاہتے ہیں۔ جو شخص Article 244 کے تحت اپنے حلف کی وفا نہ کرتا ہو' جو Article 41 کے شیڈول III کے تحت elected نہ ہو' تو جناب والا! میں کم از کم اکیسویں صدی میں اس پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے اور ریاستی حدود میں رہتے ہوئے کسی بھی ایسے غیرمنتخب اور غیرجمہوری صدر کو اپنا صدر نہیں کہہ سکتا۔

حدود میں رہتے ہوئے کسی بھی ایسے غیرمنتخب اور غیرجمہوری صدر کو اپنا صدر نہیں کہہ سکتا۔

جناب والا! اس غیرآئینی صدارتی خطاب میں انہوں نے کہا تھا کہ کچھ عناصر فوج کے خلاف زہر افشانی کرتے ہیں یا اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اسی سینیٹ میں اور قومی اسمبلی میں وہ فہرست آپ کے سامنے آئی' پاکستان کے اس وقت 700 سے زیادہ منافع بخش اداروں کی سربراہی اور اختیار کن لوگوں کے ہاتھ میں ہے' کیا یہ پریس' کیا یہ پاکستان کے غیور عوام' کیا یہ جو پاکستان کے مقتدر پارلیمنٹیرین ہیں' کیا یہ اس بات کو سوچنے کا اختیار نہیں رکھتے کہ منافع بخش ادارے civilians کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ جناب والا محرومی کی لکیر اس کے درمیان حائل ہو جاتی ہے پھر لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنی محرومی کا اظہار تقریروں کے ذریعے کریں' تحریروں کے ذریعے کریں' دلیلوں کے ذریعے کریں' احتجاج کے ذریعے کریں یا بھوک ہڑتال کے ذریعے کریں۔ اس کو کسی پریس کانفرنس یا خطاب کے ذریعے سے روکا نہیں جا سکتا۔ اسے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد ہی کسی ایسی زہر افشانی یا اداروں کے خلاف بات چیت کو روکا جا سکتا ہے۔

جناب والا! خطاب میں اس بات کی بھی بڑی دلیل دی گئی ہے کہ National Security Council ایک ضرورت بنتی جا رہی ہے۔ لہذا جن حضرات نے 17th Amendment کو ووٹ دیا' جنہوں نے 17th Amendment کو support کیا وہ National Security Council کو بھی support کریں۔ محترم پروفیسر خورشید صاحب' پروفیسر غفور صاحب اور میرے دیگر محترمین یہاں بیٹھے ہیں' میں نے 17th Amendment پر جو تقریر کی وہ ریکارڈ پر ہے اور جناب والا! یہ تقریر بھی ریکارڈ پر آئے گی۔ میں نے کافی پہلے بھی کہا ہے کہ Islamabad is not a safe place. ہم جیسے محکوموں اور مظلوموں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک جگہ ہی اسلام آباد بنتا جا رہا ہے لیکن میں اسے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ National Security Council elites کا ایک club ہو گا' ایسے elites کا جنہوں نے 1971 میں پاکستان کو دو لخت کیا۔ یہ ایک ایسا elite کا club ہوگا جو اختیارات کو نہ صرف مرکزیت کی طرف لے جانے کا باعث بنے گا بلکہ صوبوں میں موجود جو محرومی ہے' گھٹن ہے' اس میں بھی اضافے کا باعث بنے گا۔ جناب والا' National Security Council کی composition پر' جب آپ اس کے ممبران کے عہدوں' رتبوں اور حیثیتوں کے متعلق جائیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ کوئی

ایسا ادارہ نہیں جو پاکستان کو بحرانات سے باہر نکالنے کا باعث بنے گا بلکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہوگا جو پاکستان کو بحرانات سے دوچار کرنے کا باعث بنے گا۔

جناب والا، اس کے علاوہ 17th Amendment, Legal Framework Order کے تحت جو 1973 ,29 Articles کے دستور میں شامل کئے گئے، ان کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، آج پھر عرض کرنا چاہوں گا کیونکہ بار بار ان کا صدارتی خطاب میں ذکر ہے کہ ہم نے جمہور کی حکمرانی کو مستحکم کرنے کے لئے، اختیارات کی عدم مرکزیت کے لئے جو آئینی ترامیم کی ہیں اس کے بعد پاکستان ایک صحیح راستے پر گامزن ہوگا۔ جناب والا، اگر پاکستان صحیح راستے پر گامزن ہوتا تو خارجی طور پر آج آپ اتنے تنہا نہ ہوتے، اتنے یکتا نہ ہوتے، اتنے اکیلے پن کا شکار نہ ہوتے۔ اگر پاکستان صحیح راہ پر گامزن ہے تو اندرونی طور پر خلفشار، انتشار، امن و امان کا مسئلہ، آپ کی تعلیمی پسماندگی، آپ کی صحت کی سہولتوں کا فقدان، جناب والا، یہ World Bank کی report ہے، یہ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا، اس میں ذکر ہے کہ پاکستان کے اندر روزانہ فوج کا جو بجٹ یا جو defence spending ہے وہ بڑھتی جا رہی ہے جبکہ عوام کی فلاح و بہبود پر کم پیسہ خرچ ہو رہا ہے جس کے باعث پاکستان کے اندر غربت کی شرح 39 per cent سے بھی cross کر گئی ہے۔ جب poverty rate 39 per cent سے بھی بڑھ جائے تو ایسے ملک کو کن بنیادوں پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ macro economic and micro economic کی ان شعبدہ بازیوں کے بعد پاکستان economically صحیح راستے پر گامزن ہوگیا ہے۔ اگر آپ پاکستان کا صحیح طریقے سے مشاہدہ کریں، اگر حکومتی عدسہ اتار کر، ایک قومی عدسے اور ایک قومی عینک کے ذریعے سے پاکستان کی مجموعی صورتحال کا جائزہ لیں تو آپ محسوس کریں گے کہ پاکستان اب بھی صحیح راہ پر گامزن نہیں ہے بلکہ پاکستان ایک ایسی انتشاری صورتحال سے دوچار ہے جو خدانخواستہ اس Federation کو، اس مملکت کے نظریئے کو مزید انتشار میں لے جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کے لئے میں نے 29 Articles کا LFO کے تحت ذکر کیا ہے، یہ تمام کے تمام Articles، یہ تمام کی تمام ترامیم، صرف اور صرف ان کے غیر آئینی اور غیر جمہوری اقتدار کو دوام بخشنے اور ان کو تحفظ بخشنے کے لئے تھے۔ کوئی بھی شخص،

کوئی بھی قانون دان، کوئی بھی آئین کی معلومات رکھنے والا شخص یہ نہیں بتائے گا کہ 29 amendmentsپاکستان کی معاشی، معاشرتی ، صوبائی اور وفاقی معاملات کو حل کرنے کے لئے تھیں ۔ آپ ایک ایک Article سے گزر کر جائیں آپ کو نظر آئے گا کہ کسی کی ٹوپی کے تحفظ کے لئے، کسی کی وردی کے تحفظ کے لئے ، کسی کی کرسی کے تحفظ کے لئے ، کسی کے اقتدار کی طوالت کے لئے ، یہ ساری ترامیم کی گئی ہیں ۔ لہذا پاکستان کے عوام کو خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے کہ پاکستان کے اقتدار اعلیٰ پر براجمان حاکمین الوقت ان کی ترقی اور تعمیر کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہے ہیں بلکہ وہ صرف اور صرف اپنے اقتدار کے دوام کے لئے آئینی ترامیم کر رہے ہیں ۔

جناب والا، صوبوں کے معاملات میں ایک قدغن Schedule 6 کے تحت local bodies کے اختیارات کو سلب کرنے کے متعلق بھی ہے ۔ ان کی تقریر میں یہ ذکر ہے کہ ہم نے نچلی سطح تک اختیارات منتقل کئے ہیں ۔ اس سے پہلے بھی صوبے اپنے تمام اختیارات سے محروم تھے ۔ چودہ، پندرہ ایسی وزارتیں ہیں جن کی یہاں پر کوئی ضرورت نہیں ہے جو window dressing کے لئے وفاقی حکومت نے عرصے سے اپنے کنٹرول میں لی ہوئی ہیں ۔ جناب والا، محرومی کی بات یہ ہے کہ میں کہنا چاہوں گا کہ زکوٰۃ، خیرات اور اوقاف جو صوبے اکٹھے کرتے ہیں، یہ بھی وفاقی حکومت اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق تقسیم کرتی ہے ۔ جناب والا، سب کو چھوڑیں، حج کی صورتحال کو دیکھ لیں، خدا کے لئے رحم کریں جناب والا، یہ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی ہے کہ صوبوں کو اپنے لوگوں کو حج پر بھیجنے کے لئے بھی وفاقی حکومت کی مرضی، منشا اور کوٹے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس سطح کی مرکزیت کے اندر جناب والا! آپ کس طرح کی صوبوں میں خود اعتمادی بحال کریں گے۔ صوبے کس سطح کی محرومی محسوس کر رہے ہیں کہ انہیں یہ بھی اختیار حاصل نہ ہو کہ وہ اپنے پیسے سے اکٹھی کی ہوئی زکوۃ اور عشر بھی اپنے لوگوں میں تقسیم نہ کر سکیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ ملک میں corruption ہے۔ پروفیسر صاحب نے Amnesty International کی transparency International کی report آپ کے سامنے رکھی۔ پاکستان کا شمار دنیا کے غالباً دوسرے یا تیسرے نمبر پر ہے لیکن جناب

والا! یہ corruption ان اداروں میں ہے جنہیں سب سے زیادہ مہذب ادارہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ ادارے نہ ہوتے تو پاکستان کی بقا اور سلامتی نہ رہتی۔ یہ ادارے نہ ہوتے تو پاکستان ایک مستحکم ملک نہیں رہتا۔ یہ ادارے نہ ہوتے تو پاکستان کے اندر پاکستانی قومیت کا تصور متاثر ہوتا لیکن جناب والا! اگر corruption کو صحیح معنوں میں assess کرنے کی، اندازہ کرنے کی ضرورت ہے تو آپ پاکستان کے اندر تمام اداروں کی ایک report بنوائیں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ سب سے زیادہ مہذب کہلائے جانے والے ادارے اس corruption کا شکار ہیں۔ اس corruption کو فروغ دینے میں وفاقی حکومت اور موجودہ حکومت کی چار سالہ پالیسیاں زیادہ ملوث ہیں۔ نچلی سطح تک اختیارات کا جو ڈرامہ referendum کے لئے رچایا گیا اس کے تحت جناب والا! کروڑوں روپے جلسوں کے لئے خرچ کئے گئے۔ ناظمین میں پیسوں کی بندر بانٹ کی گئی اور اس کے بعد یہ کہا گیا کہ جناب والا! یہ تو ہم اختیارات کو ناظمین کی نچلی سطح پر تقسیم کر رہے ہیں۔جناب والا! اوپر کی سطح پر جو corruption سے حاصل ہونا والا پیسہ تھا اس کی نچلی سطح پر تھوڑی سی انہوں نے تقسیم کی ہے لیکن کوئی جائز، قانونی اور آئینی اختیارات کی تقسیم نہیں ہوئی۔

جناب والا! کشمیر کے حوالے سے انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا ہے کہ کشمیر کے اندر infilteration اور کشمیر میں بیرونی ہاتھ ملوث ہونے کے الزام بھی پاکستان پر لگائے جاتے ہیں۔ ہم نے اس سے پہلے بھی کہا ہے اور ہم آج بھی کہتے رہیں گے کہ کشمیر کے مسئلے کو جن دوستوں نے، جن لوگوں نے بگاڑا ہے وہ کشمیر کے ان محکوم لوگوں کے ، ان شہدا کے خون کے ذمہ دار ہیں۔ چاہے وہ ہماری جانب سے ہیں، چاہے وہ Indian side پر ہیں، لہذا ایک commission بنائیں کہ جتنے کشمیری جائز یا ناجائز طور پر اس تمام تحریک میں شہید ہوئے ہیں یا قتل ہوئے ہیں جناب والا! ان کے لواحقین کو کم از کم اس commission کے تحت ایک یہ relief تو دیا جائے کہ ان کے قتل میں ملوث وہ ہاتھ یا وہ آلا کار کون تھے۔

جناب والا! آپ کشمیریوں کے لئے تو حق خود ارادیت کی بات اقوام متحدہ میں بھی کرتے ہیں لیکن آپ یہ محسوس نہیں کر رہے ہیں کہ جب ہم بیرونی دنیا میں جاتے ہیں، کشمیر کی خود ارادیت کی بات کرتے ہیں تو لوگ اندرون خانہ ہم پر ہنستے ہیں کہ اپنے ملک میں تو آپ

خودمختاری دینے سے انکاری ہیں، جو حق ارادیت کے بعد کا ایک قدم ہے، ایک بعد کا step ہے۔ آپ اپنے لوگوں پر اس حد تک خود اعتمادی نہیں کرتے کہ صوبوں کو empower کریں، صوبوں کو اختیارات دیں اور آپ کشمیر کی خودارادیت کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ کو کشمیر کی خود ارادیت سے، کشمیر کے عوام کی آزادی سے اتنا لگاؤ اور محبت ہے -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Parliamentary Leader کا آدھا گھنٹہ agree ہوا تھا اور وہ اسی حساب سے چل رہے ہیں۔ ٹائم کا آپ فکر نہ کریں مجھے اس کا احساس ہے۔ مہربانی کر کے interrupt نہ کریں۔

جناب کامل علی آغا: جناب والا! ہم جو باتیں سن رہے ہیں ایسی باتیں کبھی سنی نہ تھیں۔

جناب چیئرمین: As a member انہیں بولنے کا حق ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیئے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میری ان سے گزارش ہے کہ اس عمر میں کچھ حقیقتیں بھی سنیں۔

Mr. Chairman: Please be relevant.

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس عمر کے چوراہے پر بھی لوگ حقیقتوں سے چشم پوشی کرتے رہیں گے، انکار کرتے رہیں گے تو میرے خیال میں اس جدید قومی ریاست کی صورتحال یہ ہو گی کہ یہاں پر ایک ایسا culture اور فلسفہ فروغ پا رہا ہے کہ جہاں پر آپ حق بات کبھی بھی نہ کہیں، آپ سچ بات کبھی بھی نہ کہیں، آپ آئین اور قانون کی حکمرانی کبھی بھی نہیں کہیں۔ آپ آئین اور قانون کے تحت اس ملک کو چلانے کی بات کبھی بھی نہ کریں۔ جناب والا! میرے آبا و اجداد نے یہ غلطی کبھی نہیں کی ہے۔ آج بلوچستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ پاکستان کے اندر جمہوریت کے لئے سب سے زیادہ سر ہم نے دیئے ہیں۔ ہمارے نوجوان پھانسی چڑھے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے سینوں میں گولیاں اتری ہیں۔ ہمارے خلاف تین Military operations

ہوئے ہیں لیکن جناب والا! ہم نے اپنی حق گوئی سے انکار کبھی بھی نہیں کیا ہے ۔میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے آہنی مکوں سے پاکستان کے چھوٹے اور محکوم صوبوں کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ وہ سیدھے راستے پر اتر آئیں اور وہ منافرت پھیلانا بند کردیں جناب والا ' منافرت ہم نہیں پھیلا رہے ' منافرت چھوٹے صوبے نہیں پھیلا رہے ' چھوٹے صوبے اپنے وسائل کی اس آئین کے تحت تحفظ کی بات کرتے ہیں ' تقسیم کی بات کرتے ہیں ۔ آئین کے تحت منتخب صدر کا مطالبہ کرتے ہیں ' آئین کے تحت اس پارلیمنٹ کے اختیارات کا مطالبہ کرتے ہیں ' آئین کے تحت وفاق کے اندر شراکت اقتدار کا مطالبہ کرتے ہیں ' اختیارات کی عدم مرکزیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جناب والا! صدر صاحب نے اپنی تقریر میں خواہشات کا ذکر کیا ہے چار چھ صفحات پرمشتمل یہ تقریر پاکستان کے کسی بھی منتخب یا غیرمنتخب صدر کی سب سے کمزور تقریروں میں سے ہے ۔

جناب والا! آپ اس کے متن میں جائیں ' ان کے لفظوں کو دیکھیں ' ماسوائے لفظوں کے ہیرپھیر کے اور لفظوں کی شعبدہ بازی سے زیادہ اس کے اندر کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ جناب والا!-------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مہربانی کرکے ان کو سنیں ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میں یہ ریکارڈ پر بھی لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا آئین کسی بھی vote of confidence کی اجازت نہیں دیتا تھا اورآگے آنے والے دنوں میں بھی نہیں دے گا لیکن vote of confidenceبھی ایک ایسا کہ جس میں دو صوبوں نے واضح طور پر ایک صدر کو reject کیا۔ اس کے vote of confidence کے اس عمل کو reject کیا اور میں فخر کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ میرا محکوم اورمظلوم صوبہ بھی اس میں شامل تھا۔

جناب چیئرمین: مہربانی کرکے time کا خیال رکھیں ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب میرے خیال میں ابھی بیس منٹ ہیں میرے پاس۔

جناب چیئرمین: نہیں صرف پانچ منٹ باقی ہیں ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے جی ۔ جناب والا! میں اب بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ اس خطاب کے بعد پاکستان میں ابھی دیر نہیں ہوئی۔ ابھی بھی اگر ہم صبح کے بھولے ہوئے اس شام میں اپنے تمام معاملات کو سدھارنے کی کوشش کریں گے تو کوئی بھی دیر نہیں ہوئی ۔ میرے ایک محترم دوست نے جو یہاں اب موجود نہیں ہیں، اپنی تقریر میں سویت یونین کی مثال دی ، ہم یوگوسلاویہ کی مثال دے سکتے ہیں ۔ حال ہی میں ایک Article, Newyork Time میں چھپا تھا ۔ پاکستان "نیوکلر یوگوسلاویہ" جناب والا! ہوسکتا ہے وہ کسی انگریز کے ذہن کی اختراع ہو ۔ ہم حق گو اور سچ گو انسانوں میں سے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ Federation ہمارے لئے سایہ رہے ۔ ان لوگوں کے لئے سایہ نہیں جو دوہری شہریت رکھتے ہیں، ان کے لئے وفاق اتنا بڑا سایہ نہیں جو اتنا مال و دولت رکھتے ہیں جو اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں ۔جناب چیئرمین ! ہمیں تو اسلام آباد آتے آتے کئی دفعہ قرض لینا پڑتا ہے ۔لہذا یہ وفاق ان کا سایہ نہیں۔ یہ یہاں کے مظلوم اور محکوم انسانوں کے لئے ایک سایہ ہے ۔ اگر اس وفاق کو وہ نیوکلر یوگوسلاویہ بنانے سے ، بچانے کے لئے تیار ہیں تو ان کو حقیقت پسندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کو اس مقدس آئین کی جتنی بھی خلاف ورزیاں ہوئی ہیں ان کو حقیقت پسندی سے تسلیم کرتے ہوئے ایک نئے آئینی معاہدے کی طرف جانا پڑے گا، ان کو تمام صوبوں میں جو بھی ان کے National, Provincial concerned issues ہیں ان کو مکا دکھا کر حل کرنے کی بجائے پیار اور محبت سے ،ان کے ساتھ گفت و شنید کے ذریعے، قاعدے اور قانون کے تحت حل کرنا ہوگا۔ ان کی زمینوں کو شیرمادر سمجھ کر اپنے لوگوں میں بندربانٹ کرنے کی بجائے یہ زمین سب سے پہلے ان میں تقسیم کر دینی چاہیے ۔

جناب والا! گریٹر تھل کینال کا منصوبہ فوری طور پرمنسوخ کیا جانا چاہئیے ۔ کالا باغ جیسی خواہش کی اس وقت تک تکمیل نہیں ہونی چاہیے جب تک اس پر چاروں صوبوں کی ہم آہنگی نہ ہو۔

جناب چیئرمین ! اسی طرح Establishment Division کے statistics ہیں کہ اس ملک میں Autonomous, semi Autonomous Institutions میں چار لاکھ اٹھائیس

ہزار سے زیادہ ملازمین کام کر رہے ہیں ۔ گریڈ ایک سے لے کر اکیس اور بائیس تک کے ' جناب والا! پنجاب کے پاس اس کے حصے سے زیادہ ہے ۔ اس میں جو پنجاب کا حصہ بنتا ہے وہ دو لاکھ پانچ ہزار کے قریب ہے لیکن پنجاب کے پاس اس وقت جو ملازمتیں ہیں وہ دو لاکھ ستر ستھ ہزار سے زیادہ ہیں ۔ بلوچستان کو جو پندرہ ہزار ملازمتوں کا shortfall ہے' آپ کو یاد ہوگا یہاں پر ہمارے ایک محترم و معصوم وزیر صاحب کو جب اس دن ہم نے پکڑا تھا ' یہ صرف ایک وزارت کی شکایت نہیں ہے ۔ اس وفاق کے اندر بلوچستان کی پندرہ ہزار سے زیادہ ملازمتیں گم گشدہ ہیں ' واجب الادا ہیں ۔ ان کی liabilities ان کا due share ابھی تک یہاں پر رہتا ہے۔ یہ لفظ جو آپ میرے منہ سے سن رہے ہیں جناب والا' اس سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ الفاظ آپ کو وہاں سننے کو ملیں گے۔

Mr. Chairman: Please conclude now.

جناب ثناء اللہ بلوچ : اسی طرح جناب والا! سندھ کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں۔ سندھ کے لوگوں کو جمہوری اقتدار منتقل کرنے کی بجائے جس طرح وہاں پر manoeuvre کی گئی، جس طرح سے وہاں پر manipulate کیا گیا' جس طرح سے وہاں پر حکومت کے اداروں نے اثر انداز ہونے کی کوشش کی، تو جناب والا! اگر اس کو ختم کیا جائے تو سندھ کے لوگوں میں بھی اقتدار اور اختیار میں شرکت کا احساس پیدا ہو گا۔

جناب والا! اس آئین کے preamble میں' تمہید کی دوسری لائین میں یہ ذکر ہے کہ یہ ملک سیاسی طور پر منتخب جمہوری لوگوں کے ذریعے سے چلے گا لیکن nuclear issue یہاں پر debate and discuss ہی نہیں ہوا۔ یہاں سے کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی۔ جنرل صاحب سمجھتے ہیں کہ شاید جو پالیسی وہ اختیار کر رہے ہیں' وہ اس ملک کے لیے بہتر ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم چودہ کروڑ عوام کے نمائندوں پر commission بنائیں۔ آپ خارجی' داخلی' معاشی' سیاسی اور معاشرتی امور پر ایک open بحث کروائیں۔ جناب والا! آپ محسوس کریں گے کہ ان سے کئی خامیاں سرزد ہوئی ہیں اور ان خامیوں کا خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑے گا جنھوں نے پانچ' دس سال اور زندہ رہنا ہے۔

جناب چیئر مین: انشاء اللہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ان نسلوں کو بھگتنا پڑے گا جنھوں نے پانچ، دس سال اور زندہ رہنا ہے۔ جناب والا! اگر ان خامیوں کو بھگتنے کے لیے ہماری آنے والی نسلوں کو قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہے تو میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہونگا کہ حق خود ارادیت صرف کشمیریوں کے لیے نہیں ہے۔ United Nation کے Human rights charter میں حق خود ارادیت ہر اس قوم کو دیا گیا ہے جو کسی بھی Constitution سے مطمئن نہ ہو، جو کسی بھی آئینی معاہدے سے مطمئن نہ ہو، جو اپنے آپ کو غلام تصور کرتے ہوں، جو اپنے وسائل کا استحصال اور جبر محسوس کرتے ہوں، جو کسی بھی فیڈریشن میں گھٹن اور اکیلا پن محسوس کرتے ہوں۔

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! national right of self determination کا حق ان ساری قوموں کے لیے ہے۔ پاکستان میں ایک شائستہ اور مہذب وفاق بننا چاہیئے۔ پاکستان کو ایک جمہوری پارلیمانی وفاق بنانے کے لیے ضروری ہے کہ صدر کے عہدے سے لے کر کلرک تک کی نوکری کے لیے آئینی راستہ اختیار کیا جائے۔ اگر اس ملک، اس فیڈریشن کے اندر سب سے اعلی اور برتر عہدہ غیر آئینی طور پر پُر کیا جاتا ہے تو یہ ملک اس وقت تک ایک مہذب ریاست نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس میں نیچے سے اوپر تک کے تمام ایوانوں میں ڈسپلن نہ ہو۔ لہذا جناب والا! یہ جو تقریر کی گئی تھی میں اسے پاکستان کے عوام کے ساتھ اکیسویں صدی میں ایک بھونڈا مذاق سمجھتا ہوں۔ کوئی بھی غیر مہذب، غیر آئینی حکمران کم از کم آئیندہ یہ جرات نہ کر سکے کہ وہ پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کے سامنے اتنی غیر سنجیدہ تقریر کرے۔ جناب والا! آپ سے گزارش، آپ سے استدعا ہے، آپ کی مہربانی، آپ کی شفقت کہ آپ نے دیگر دوستوں کے سننے کے لیے اپوزیشن کو اتنا وقت دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس وقت بھی اس کو مسترد کیا اور آج بھی اس تقریر کو مسترد کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: کیا فرما رہے ہیں آپ؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: ان کے اس خطاب کو مسترد کرتے ہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جناب محمد عباس کمیلی۔

جناب کامل علی آغا: یہ بڑی ضروری بات ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ-----

جناب چیئرمین: اپنی تقریر میں کہیئے گا۔

جناب کامل علی آغا: جب آپ قائدین کے ساتھ بیٹھ کر وقت مقرر کرتے ہیں کہ پارلیمانی لیڈر آدھا گھنٹہ بولیں گے اور ارکان پندرہ منٹ بولیں گے۔ اس وقت ایک اور کام بھی ساتھ کر لیا کریں کہ[XXXX]

جناب چیئرمین: آغا صاحب تشریف رکھیئے۔ آپ اپنی تقریر میں اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ ہر ممبر کو بولنے کا حق ہے۔ محمد عباس کمیلی صاحب۔ بلوچ صاحب تشریف رکھیئے۔

Any personal remarks will be expunged from the record. Let's not go into these debates. Mr. Muhammad Abbas Komaili. کمیلی صاحب تقریر شروع کیجئیے کیونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ No those points will be expunged that are not relevant. Expunge ہو گیا۔ میں نے کہہ دیا۔ بات ختم۔

We will not go into those remarks. We should resist from personal remarks please. بیٹھیں، بلوچ صاحب تشریف رکھیئے۔ کمیلی صاحب آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

جناب محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں صدر صاحب کی تقریر پر کچھ تبصرہ کرسکوں - ایک مقرر کی تقریر کو مقرر ہی سمجھ سکتا ہے اور میں ان کی تقریر کے بارے میں علامہ اقبال کا ایک شعر ضرور پیش کروں گا۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

+ [XXXX Words expunged by the order of the Chairman]

جس جرات، ہمت اور ولولے کے ساتھ صدر نے تقریر کی وہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گی ۔ دوستوں اور مداحوں کے سامنے تقریر کرنا بہت آسان ہے لیکن opponents کے سامنے تقریر کرنا نہایت ہی جراتمندانہ اقدام ہے ۔ جس طرح سے کہ کوئی ملکی سرحدات پر لڑ رہا ہو، ملک کی سرحدوں کا کوئی دفاع کر رہا ہو، اس طرح سے اپوزیشن کے سامنے مسلسل جبکہ go,go, no, no کے نعرے لگائے جا رہے تھے ۔ اس درمیان صدر نے تقریر کی ۔ نہ انہیں پسینہ آیا، نہ انہوں نے جیب سے رومال نکال کر اپنی پیشانی کو پونچھا، نہ عرق ریزی ہوئی نہ میں سمجھتا ہوں کہ floor گیلا ہوا تھا بلکہ بڑی جراتمندی کے ساتھ انہوں نے اپنی تقریر کو conclude کیا اور جو کچھ کہنا چاہتے تھے وہ کہا اور جو کچھ کہنا چاہیے تھا وہی کہا ۔ اس طرح سے انہوں نے تمام مسائل کا احاطہ کیا ۔ لکھی ہوئی تقریر کرنا بہت آسان ہوتا ہے لیکن صدر نے ایک extempore تقریر کی ہے اور جن مسائل کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے ۔ یقیناً ---------

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please listen to the honourable member. Everybody will have the chance to say whatever he wants.

جناب محمد عباس کمیلی: دیر آید درست آید ۔ تقریر دیر سے ہوئی ہے لیکن صحیح اور برمحل ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے تمام وعدے پورے کئے تو یہ حقیقت ہے کہ صدر مشرف کا کوئی ایسا وعدہ نہیں ہے جو پورا نہ کیا گیا ہو۔ ان کا یہ وعدہ گیارہ سالوں میں پورا نہیں ہوا بلکہ اس مقررہ معیاد میں پورا ہوا ہے ۔ وہ گیارہ سالوں تک وعدے کو ٹالتے نہیں رہے دعدہ فردا پر ۔ انہوں نے جو وعدہ کیا وہ پورا کیا، اسی وعدے کے نتیجے میں آج یہ پارلیمنٹ موجود ہے اور ہمارے دوست بھی یہاں موجود ہیں جو سال بھر تک جمہوریت کے ہونے کا ثبوت ڈیسک بجا بجا کر دیتے رہے no,no,go,go کہہ کر دیتے رہے۔ اگر جمہوریت نہ ہوتی تو یہ ہمت بھی نہ ہوتی۔ یہ آزادی بھی نہ ہوتی کہ جمہوریت کے سبب یہ آزادی اظہار بھی ہوئی ہے اور اس طرح سے احتجاج کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ اس طرح سے جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا ۔

رہی دھاندلی کی بات ، تو دھاندلی کا الزام تو ماضی کی حکومتوں پر بھی آتا رہا۔ دھاندلی کا الزام صرف ایک انتخاب پر نہیں آیا ہے وہ تھا یحییٰ خان کا انتخاب ۔ اس کے علاوہ جتنے انتخابات ہوئے ہیں ان پر دھاندلی کے الزامات آئے ہیں ۔ لہذا یہ کہنا فضول ہے کہ دھاندلی ہوئی یا نہیں ہوئی ۔ جمہوریت ، اور جمہوریت کیسے بحال ہو گی ؟ سورج نکلتا ہے تو روشنی خود بخود پھیلتی ہے اور پھیلی ہوئی روشنی خود اس بات کی دلیل ہے کہ سورج طلوع ہو چکا ہے ۔ اس کے علاوہ جو صدر صاحب نے باتیں کیں یقیناً ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کن حالات میں صدر برسر اقتدار آئے ، کن حالات میں انہوں نے اقتدار کو سنبھالا ہے ۔اس وقت ملک کی کشتی ڈوب نہیں رہی تھی؟ اور خون خرابہ نہیں ہو رہا تھا ؟ کیا تمام شہر مقتل نہیں بنے ہوئے تھے ؟ کیا اس وقت پورا ملک مقتل نہیں بنا ہوا تھا؟ آج جو امن و امان کی صورتحال ہے ' یہ کس کی بدولت ہے ؟ آج جو امن ،سکون اور چین ہے یہ کس کی وجہ سے ہے ؟ یہ صرف صدر صاحب کی policies کی وجہ سے ہے جو انہوں نے جہاد شروع کیا ہے انتہاء پسندی اور مذہبی دہشت گردی کے خلاف ، ہم اس کا کہتے ہیں کہ مذہبی دہشت گردی اور انتہاء پسندی کس دور میں فروغ پائی ہے' کس نے اس کے بیج بوئے ہیں؟ جس کے نتیجے میں اتنا خون بہا ہے ؟ ہم کسی کے خلاف اور ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کس نے اس ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کا عزم کیا ہے ۔ ماضی کی حکومتیں فقط تھپکیاں دیتی رہی ہیں ، فقط lip service دیتی رہی ہیں لیکن جنرل ضیاء الحق کی طرح پرویز مشرف صاحب نے تھپکی نہیں دی ہے ۔ بلکہ عملی طور پر جہاد کا آغاز کیا ہے ۔ اصل جہاد تو یہی ہے جو دہشت گردی کے خلاف ہو رہا ہے ۔ اصل جہاد تو یہی ہے جو کرپشن کے خلاف ہو رہا ہے ۔ اصل جہاد یہ ہے جو انتہاء پسندی کے خلاف ہو رہا ہے۔ جہاں پروفیسر خورشید صاحب نے انتہاء پسندی اور moderation کی بات کی ہے ۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ انتہا پسندی مذہب کی پابندی نہیں ہے' مذہب سے وابستگی نہیں ہے بلکہ انتہا پسندی حدود سے باہر نکلنا ہے۔ اسراف کی طرف جانا بھی انتہا پسندی ہے۔ اسی طرح سے پیچھے رہ جانا بھی سیاست میں انتہا پسندی ہوتی ہے جس کا ثبوت ایک سال تک اس ایوان میں دیا گیا۔ یہ ڈسک بجانا یہ بھی سیاست میں انتہا پسندی تھی۔ بے جا تنقید بھی سیاست میں انتہا پسندی ہے۔ انتہا پسندی تو ہر شعبے میں پائی جاتی ہے۔

Mr. Chairman: Please, no interruption.

جناب محمد عباس کمیلی: محترم! ہم نے بڑے حوصلے سے آپ کی گفتگو سنی ہے۔

خوگر عشق سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں

جناب والا! صدر نے کہا ہے اور بجا کہا ہے کہ ہم اب تک اسلام کی روح کو نہیں پہچان سکے۔ مجھے حیرت ہے کہ اس ملک میں اتنے مدارس چل رہے ہیں اور ۱۱ سال تک اسلامائزیشن کا ڈرامہ رچایا گیا۔ اس کے باوجود اسلام کی روح کو ہم نہیں پہچان سکے اور اسلام کے نام پر جاہلیت کو فروغ دیا گیا جس کے نتیجے میں انتہا پسندی ہوئی ہے۔ اس انتہا پسندی کا خاتمہ ضروری ہے۔ اصل کمزوری جیسا کہ صدر صاحب نے کہا کہ کرپشن ہے اور اب تک مشرف صاحب پر اور سابق صدور میں یحییٰ خان پر یہ الزامات نہیں آ سکے کہ کرپشن کیا یا اقرباء پروری کی۔ کرپشن ہی ہے کہ جس نے اس ملک کی جڑوں کو کھوکلا کیا ہے۔ ملک کا خزانہ خالی ہو گیا۔ کتنا کرپشن ہوا ہے ماضی میں؟ میں کسی کا نام نہیں لوں گا لیکن سب کے سامنے آئینہ ہے۔ میں یہاں ایک بات اور کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں نیب ہے وہاں ایک اور نیب کی ضرورت ہے۔ وہ کرپشن جو مذہب کے نام پر ہو رہا ہے، وہ سب سے بڑا کرپشن ہے جس کے خلاف کوئی نیب نہیں ہے۔ اس دہشت گردی نے بھی اس لئے فروغ پایا۔ انتہا پسندی نے بھی اس لئے فروغ پایا ہے کہ مذہب کے نام پر جو کرپشن ہوا، ہوتا رہا، اس کو بھی روکنا بہت ضروری ہے۔ آج جو کشمیر کا رونا رویا جا رہا ہے اور افغانستان کا بھی، وہ بھی شاید اس لئے نہ ہو کہ کہیں اس بہانے جو money laundering ہو رہی تھی وہ کہیں رک نہ جائے۔

جناب والا! جن چار خطرات اور الزامات کا صدر صاحب نے جو ذکر کیا ہے یقیناً یہ بات حقیقت پر مبنی ہے لیکن نظر آ رہا ہے کہ کس طرح سے وہ ان الزامات کا مقابلہ کر رہے ہیں، کس طرح سے وہ ملک کو اس بحران سے نکال رہے ہیں۔ ہم کو ان پر اعتماد اس لئے ہے کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اب تک جو کچھ کہا وہ کیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ کرکے دکھائیں گے۔ کشمیر پر سودا اگر انہوں نے کیا ہوتا یا surrender کیا ہوتا تو آگرہ میں ڈٹ کر مقابلہ نہ کرتے۔ آگرہ میں جو ان کا کردار ہے وہ بھی پیش نظر رہے کہ جس

جرات مندی کے ساتھ خود ہندوستان دار الخلافہ میں انہوں نے اظہار کیا' وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یقیناً جنگ سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ ہم نے تین جنگیں لڑی ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا ہے؟ کتنی جانیں دیں؟ اسی کشمیر کی خاطر ہم نے آدھا ملک بھی گنوا دیا مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا اور کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ مسائل مذاکرات کی میز پر ہی حل ہوتے ہیں۔ مذاکرات سے ہی مسائل حل ہوتے ہیں اور مذاکرات سے جو مسائل حل ہوں وہ دائمی ہوتے ہیں۔ قرآن اسے فتح مبین کہتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کشمیر کا مسئلہ بھی حل ہو کر رہے گا اور یہ صلح فتح مبین میں بدلے گی اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر ہم نے کچھ بھی نہیں کھویا ہے۔ ہم نے صرف گفتگو کے لئے آمادگی کا اظہار کیا ہے ۔ ہم نے انہیں کچھ نہیں دیا ہے۔ ہماری فوجیں بھی وہیں ہیں' frontiers بھی وہی ہیں ۔ جو کچھ ہے وہ جوں کا توں ہے۔لہذا اگر جہاد ضروری ہوا تو ضرور کریں گے کیونکہ اب تک جو ہوا' میں سمجھتا ہوں وہ جہاد نہیں تھا۔ جہاد پھر شروع ہو سکتا ہے اور کوششیں پھر سے شروع ہو سکتی ہیں۔

جناب والا! اسی طرح پروفیسر خورشید صاحب نے حضرت خالد بن ولید کے متعلق ایک بڑی عجیب بات کہی ہے۔ یقیناً تاریخ میں ایسا ہوا ہے لیکن میں بھی تاریخ کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ میں اس کی interpretation یوں کرنا چاہوں گا کہ حضرت خالد بن ولید سے باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑے hero تھے ' ایک غلطی سرزد ہوئی اور یہ سنگین غلطی ہوئی۔ ان کی اسی وجہ سے معزولی ہوئی اور معزول کرنے والے خلیفہ نے یہ بتلا دیا کہ کوئی چاہے کتنا ہی بڑا hero کیوں نہ ہو جہاں اسے اس کے کارناموں کا credit ملتا ہے وہاں اگر وہ غلطی کرتا ہے تو اس کو اس کی سزا بھی ملنی چاہیے۔

جناب والا! ایک اور بات رہ گئی ہے جو پروفیسر خورشید صاحب نے کہی ہے اور وہ یقیناً توجہ طلب ہے۔ اس مرحلے پر جہاں میں صدر پرویز مشرف صاحب کی درازی عمر کے لئے دعا کروں گا وہاں اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کروں گا کہ خدا انہیں ایک موذی مرض سے محفوظ رکھے جس میں ہمارے دو سابق حکمران مبتلا رہے اور ان کا downfall ہوا۔ شاید کچھ نادان دوستوں نے یا دو نمبر کے علماء نے انہیں امیر المومنین یا اولوالامر بننے کا مشورہ دیا ہو اور اس کا انہوں نے اکثر اظہار بھی کیا کہ میری اطاعت واجب ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہ رہا

ہوں کہ this is not an Islamic State, it is a Muslim state. یہ مسلم ملک ہے۔ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے لہذا وہ اس کے صدر ضرور ہیں لیکن اولوالامر یا امیرالمومنین نہیں ہیں۔ جب تک وہ صحیح راستے پر چل رہے ہیں اور صحیح کام کر رہے ہیں، ان سے تعاون ضروری ہے لیکن غیر مشروط اطاعت یقیناً اولوالامر کی ہی ہو سکتی ہے اور اولوالامر ہر حکمران نہیں ہوتا لہذا اس غلط فہمی کو دور کر لیا جائے۔

جناب والا! جہاں میں نے صدر صاحب کی موجودہ تقریر کو سراہا ہے وہاں یہ بات کہنا بھی اپنا فرض سمجھوں گا کہ ابھی دو روز قبل جو علماء کا ایک[XXXX] رچایا گیا، یقیناً وہ بہت ہی افسوس ناک تھا اور وہ صدر صاحب کی تقریر بڑی مایوس کن تھی۔ کاش! اس میں کوئی positive پیغام دیا جاتا۔ چونکہ اتنا خرچ کیا گیا تھا اس لئے اس میں equal representation کا ہونا ضروری تھا جو نہیں ہوئی۔ آئندہ کے لئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ تمام طبقوں کو موثر اور equal representation دی جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Akbar Khawaja.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman.

پروفیسر عبدالغفور: جناب والا! مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں الفاظ [XXXX] استعمال کئے ہیں۔ انہیں expunge کر دیجئے۔

Mr. Chairman: These words be expunged from the record.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman, could you kindly assure me that I will not be interrupted please.

Mr. Chairman: It is up to the members and for you to set an example also.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: O.K., Thank you Mr. Chairman, Let me begin with a perception that...

+ [XXXX Words expunged by the order of the Chairman]

Mr. Chairman: Please keep the time in mind because we have to adjourn the House before the Friday prayer time.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: So I will continue after the prayer then.

Mr. Chairman: If the House continues after the prayer but I have received the programme that we have to adjourn the House before the prayer. Even then you have fifteen minutes. Go ahead.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Let me begin with the perception among the people of Pakistan that road map to democracy is an eye-wash and actually is aimed at entrenching the dictatorship. People of Pakistan believe that General Musharraf is still an unelected President of Pakistan as the sham referendum of 2002 was rejected by the people of Pakistan. People know that General Musharraf is a product of Article 270-AA after getting an indemnity for himself and for his aides for suspending the Constitution of Pakistan. If he had a courage, in his speech he could have reciprocated with indemnity for all Parliamentarians who took decision in good faith prior to the election of 2002. It is also regrettable that General Musharraf did not apologize for the characterisation of Parliamentarians as uncivilised and at the end he showed a gesture of fist.

Mr. Chairman, although English translation was not laid and he made the pledges. He said that all pledges made to the Nation including the establishment of real democracy have been fulfilled.

Let me focus on some of the pledges. Mr. Chairman, Government

has many vital roles including assuring stability, peace, equity and justice. Our Nation is facing a deep crisis of poverty and unemployment. Every third person is living below the poverty line. People are suffering with unemployment and citizens of country are committing suicides because of the joblessness.

Human rights are being massively violated. Major instruments of the internal financial control are not functioning and after a long delay the NFC Award has not been decided yet. There is no announcement of the Opposition Leader, Chairs of the Standing Committees are still empty.

(At this stage Aazan for Jumma prayer was heard in the House.)

Mr. Chairman: Khawaja sahib, one second, please. I think, let us adjourn the House and after prayer we meet again in the afternoon at 5. 00 p.m..

(interruption)

جناب وسیم سجاد: تو چھ بجے رکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو پھر مغرب کے بعد ساڑھے چھ بجے رکھ لیتے ہیں۔

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: That is fine.

Mr. Chairman: You can then continue at that time. So, we adjourn now to meet again at 6.30 p.m. today.

[The House was then adjourned to meet again at 6.30 p.m. in the evening of same dayi.e. 20th February, 2004.]

[The House reassembled at 6.37 p.m.]

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ ۔

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman. If you can have lights please, if possible

Mr. Chairman: Don't worry We can still hear you. you are not suppose to read anyway

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman I am rebutting to a speech that was a written speech. So the General Musharraf's speech was ----------

(interruption)

جناب چیئرمین: جناب Point of Order بالکل نہیں ہے۔ شکریہ۔

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Again Mr. Chairman, I am very grateful that you gave me a chance today. We were talking about.

(interruption)

جناب چیئرمین: یہ اب آپکی مرضی ہے آپ continue کرنا چاہیں یا نہیں۔ گھنٹیاں بجا دیں پھر۔ میرا خیال ہے گھنٹیاں بجائیں۔ بیٹھیں خواجہ صاحب۔

(اس موقع پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

Mr. Wasim Sajjad: For a good parliamentary practice to point out quorum, if you want to make a speech the whole nation is listening to you. In the House of Commons....

Mr. Chairman: It is pointed out now.

Mr. Wasim Sajjad: About ten poeple are sitting there. I am not offering an excuse, I am saying that if you want to make a speech, the whole country will be reading their speech tomorrow and the record will

contain the speech made by the honourable Senator. Therefore, pointing out quorum means that we don't want to work.

Prof Khurshid Ahmad: The parliamentary practice is that we start witha quorum and then quorum goes down it is not pointed out.

Mr. Chairman: We can reconvene in about fifteen minutes because we can't proceed since it has been pointed out. We adjourn and meet again at 7.15.

[The House was adjourned to meet again at 7.15 p.m.]

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب محمد میاں سومرو، دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: بسم الله الرحمان الرحیم۔ الھم صلی علی محمدٍ و علی آل محمد۔

Khawaja Sahib, please continue.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you, Mr. Chairman. I have already two interruptions, I hope everything is in order. Mr. Chairman, I would like to recap couple of items that I quoted/referred to this morning. First of all that there is a perception among the people of Pakistan that we still have an unelected President in the country. I wouldn't repeat what have I said already this morning. Let me go to the second point, speech of 17th January 2004 also included two dreams of Allama Iqbal and I have also referred the quotes relating to the Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah. Mr. Chairman, it is true that our forefathers were able to secure a separate homeland for themselves,

wherein we could live in freedom and shape our lives according to our values. But today is a day of introspection and reflection. It is a day to ponder whether we have moved towards or away from the ideals for which Pakistan was created. Pakistan was envisaged to be a country where sovereignty of the elected Parliament, supremacy of the Constitution, rule of Law and respect for human rights were to reign supreme. But it is sad thought that today we find those ideals and principles stand trampled. Pakistan was supposed to be a state in which everyone is equal before Lawin accordance with the principles of Islam and the most civilised society. Unfortunately, a handful of people have placed themselves above the law and the Constitution. Speech of 17th January also referred to the natural resources and human resources and also there was a question that why this country is not making progress. Mr. Chairman, it is very obvious that we have problems more than what the country deserves: health, safety, security, economic environment, all of these sectors are subordinated to repeated interventions by un-democratic forces. Repeated interference of dictators have weakend demand for our goods and services in the global market. There are potentials and we could have a greater strength in our economy.

Mr. Chairman, I have great respect for our economic team but the fiscal space they are referring to and the economic cushion after September 11, this all due to external systems. There is nothing that could be related to the internal growth. Our domestic investment, our foreign investment, there is no change. So, Mr. Chairman, all these

reserves that State Bank Governor has been referring to, the picture is in front of us. Almost 50% of their growth rate, in the open market balance goes to the remittances from the expatriate community and there are some cushions, the debt service, due to the debt scheduling and some aid after the September 11.

Mr. Chairman, we know our economy can grow faster and can create new jobs at a faster rate. We also know the right policies can unleash the great strengths of this economy and create the conditions for growth and prosperity. We know the Government doesn't create wealth but the role of a government to create the kind of conditions where the risk- takers and the entrepreneurs can invest and grow and hire new workers.

Mr. Chairman, we need a government that is open, supportive and committed to poverty reduction and accountability. A government that encourages risk-taking and initiative. Mr. Chairman, we need a government that can create enabling conditions for domestic and foreign investments. We need government that could nurture the social and institutional changes that will lead to flexibility and adaptability. We must create a stable, secure and inclusive political environment. Mr. Chairman, every third person in the country is below the povertyline, and as I mentioned in the morning, the citizens of this country have been forced to commit suicide because of the joblessness. That is an issue we must deal with. If we want to have more jobs, we must encourge small businesses. By helping small businesses we help the entire economy.

Mr. Chairman, we stand in darkness because of an un-democratic leadership and the impact of dysfunctional governance has hit the poor specially hard and the basic services are not delivered, neither in quality nor quantity. Natural resources and human resources are the key assets of the country and the government must show a commitment to making every Pakistani secure, feel beneficiary and more secure. Secure in terms of their access to basic needs, health, safety in terms of their rights as citizens. For most Pakistanis, the economic policies of the country have brought very few tangible benefits to common man and there is now recovery in the cities or rural communities.

Mr. Chairman, the speech of 17th January also referred to the corruption and nepotism, I will not go in a detail but as a development worker and student of politics, my definition for corruption is deviation from following the rule of law and I don't think this Government even fits to that criterion. They are not following the rule of law.

Mr. Chairman, abrogation of the Constitution is the biggest corruption. Management of the state enterprises and the thousands of civilian jobs have been given out to the buddies without any competition or merit. There has been no audit of the misuse of the funds that was spent during the sham referendum of 2002 for which there was no Constitutional provision. The regime buddies are looting the state land and there are records available.

Mr. Chairman, appointment of NADRA Chairman went to no one else but to a very close relative. Loan defaulters, criminals and political

turncoats have been included in the Cabinet. Each Parliamentarian has been asked to identify projects of about 10 million. It is a good thing but Mr. Chairman, as our Education Minister mentioned in the last session that 500 million rupees were transferred to a private NGO at the request of Finance Minister, to a special friend. I am very supportive to the human development efforts but Mr. Chairman, raising funds, taking out from the development budget is unfair. If you want to distribute the funds there are many other NGOs which are doing good work.

Mr. Chairman, the yardstick of governance is whether exercise of power is accompanied with accountability, transparency, respect for the Constitution and laws of the land. Unfortunately, this regime has failed on these criteria. We must learn as leaders at this age, how to harness globalisation for development. We cannot afford to have instability. Globalisation isolates unstable countries. The world is at war, not peace. We need an important step in building a different kind of world. A world of peace and harmony that protects the life, liberty and livelihood of every individual irrespective of their race, religion, gender or political affiliation.

Mr. Chairman, President's speech also mentioned to the four dangerous perceptions and the speech mentioned that Pakistan is at the cross roads. Mr. Chairman, we see an increasing focus on Islam and West. All across the world, in the Middle East, South West Asia, South East Asia and Africa, more than one billion muslims are at the cross roads which is about 1/5th of the world population. This is a time of

reflection on how to make the world safer and a better place.

The international community has already acted strongly . by confronting terrorism directly and increasing security but those actions by themselves are not enough . We will not create the better and safer place or the safer world with brigades alone. We will not win the peace until we have the foresight, the courage and the political will to redefine this war. We must recognise, while there is social injustice on a global scale. We may win a battle against terror but we will not conclude a war that will yield enduring peace. As long as these basic human violations or violation of human rights are allowed to continue, none of us is free. From Latin America to Africa and from Bangladesh and Central Asia to China - people speak in different languages but often speak about the same thing and that is lack of empowerment and an inability to participate in making decisions that affect their lives . We must choose between progress and extremism . We must choose between education and ignorance. We must choose between the force of new technologies and the forces of old repression. We must condemn terrorism in all forms at individual and state levels.

Mr. Chairman, the goal of the international community's foreign policy agenda must always be to simultaneously promote stability and to strengthen democratic values. In Kashmir tens of thousands of men, women and children have lost their lives in the quest for freedom in Kashmir and Afghanistan. They all seek an end to tyranny, injustice and exploitation.

Mr Chairman. I believe that the country can be protected from internal and external threats only through democracy and by adhering to the principles of equality before law. Whether it is in politics or global business, we should not be afraid to stand out and stand up. Peoples empowerment is the best weapon for the future. For poverty alleviation to take place, for jobs to be created, and for economic development, we need a stronger and democratic elected President as soon as possible. If we maintain our commitment to the principle of peaceful change through democracy we shall in the end prevail. Thank You, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، مسز تنویر خالد۔

مسز تنویر خالد: جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمیں جناب صدر پرویز مشرف کی تقریر کے بارے میں کچھ اظہار خیال کرنا ہے اور اس کو discuss کرنا ہے۔ صدر صاحب کی تقریر بڑی بھرپور، precise اور بڑی clear بھی تھی۔ اس میں انہوں نے بتایا کہ علامہ اقبال نے دو خواب دیکھے تھے، ایک تو آزاد مملکت کو حاصل کرنا اور دوسرا اس کو اسلامی فلاحی مملکت بنانا۔ جس میں ہم نے دیکھا کہ 1947 اور اس سے پہلے جو دس سال کی شدید جدوجہد تھی ایک وطن عزیز کو حاصل کرنے کے لئے، گو کہ تحریک آزادی ذرا لمبی تھی لیکن آخری چند سال بڑے intense تھے جس کی وجہ سے خوش قسمتی سے ہم قائد اعظم کی leadership میں وطن عزیز حاصل کرسکے جو پاکستان کہلایا۔ اب اس سارے عرصے میں جو more then half century ہو چکی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہم دنیا کی advance ترین قوموں میں شامل نہیں ہیں تو ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم بالکل پسماندہ ملک ہیں لیکن جیسا کہ پاکستان حاصل کرنے کے وقت جو اس ملک کی حالت تھی اس لحاظ سے تو ہم نے کافی ترقی کی ہے۔ مسلمان ملکوں کے بارے میں افسوس ہے کہ ہماری مسلم مملکتیں اتنی ترقی یافتہ نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ برابری کی دوڑ میں اتنی تیزی کے ساتھ شریک نہیں ہے، لیکن پھر بھی ان سب میں پاکستان کو

ایک عزت کا مقام حاصل ہے۔ اس مملکت کی ترقی اسی وجہ سے ہوئی ہے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت کو ترقی دینے کی نہایت ضرورت ہے۔ اب زراعت کی ترقی کے لئے ملک میں کسانوں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ زرعی ترقی کے لئے ڈیم، نہریں یہ ساری چیزیں ہونی چاہیئں۔ ڈیم بنانے کی کوشش میں کچھ ہی عرصہ پہلے کالا باغ ڈیم بنانے کی بڑی کوشش کی گئی تھی۔ ہم اپنی طرف سے بھی اپنے ہم وطنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ڈیم بنانے کے لئے معاونت کریں، اس میں رکاوٹ نہ بنیں کیونکہ یہ زراعت کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے ۔ہمارے ملک میں دریا بہت ہیں۔ بارش بھی اللہ کے فضل سے ہوتی ہے۔ کچھ ڈیمز بن رہے ہیں جو پانی کو محفوظ کر سکتے ہیں اور سب کی معاونت cooperation اور تعاون حاصل ہو تو ہم ڈیمز بھی بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ہمیں زراعت کو بھی ترقی دینی ہے اور صنعت کو بھی ترقی دینی ہے تو ہمیں سستی بجلی بھی فراہم کرنی ہوگی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل کچھ عرصے سے بجلی کافی مہنگی ہوگئی ہے اور عوام کے لئے یہ ایک تکلیف دہ بات بن گئی ہے اور سستی بجلی کے لئے ہمارے پاس resources کافی ہیں۔ پانی کے دریا ہیں ہمارے پاس، گیس اور کوئلہ ہے۔ ان سب کے اوپر concentrate کر کے ہمارے سائنسدانوں کو، ہماری قوم اور لوگوں کے لئے اس سے سستی بجلی فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ابھی تک ہماری ترقی ویسی نہیں ہوئی جیسی کہ ہم چاہتے ہیں تاکہ ہم advance ملکوں کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر چل سکتے تو اس میں سبھی کو یہ بات معلوم ہے کہ گزشتہ حکومتوں کے اوپر corruption کا بڑا الزام ہے۔ یہ ہم نے تو تحقیق نہیں کی ہے لیکن آخر ہم ٹی وی پر دیکھتے ہیں اور ان ممالک نے جو کہ بڑے محترم اور بااعتبار سمجھے جاتے ہیں وہاں کی عدالتوں نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے کہ کچھ نہ کچھ کرپشن ثابت ہوئی ہے۔ اس ملک کے اندر nepotism بھی بہت رہی جیسا کہ صدر صاحب نے فرمایا وہ صحیح ہے۔ہمیں merit پر ملازمتیں، نوکریاں chance سب merit پر دینا چاہئے۔ جب تک کہ ہماری قوم merit کو نہیں سراہے گی اور merit کو آگے نہیں بڑھائے گی تو پھر کامیاب نتائج کیسے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو ہی مختلف jobs دینے لگ جائیں گے تو ملک کے اندر ترقی پھر ممکن نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے دماغ عطا کیا ہے جو محنت کی کسی میں قوت عطا کی ہے اگر ایسے مناسب لوگ

merit پر لئے جائیں اور ان کو مواقع دینے جائیں احسن جگہوں کے اوپر تو ضرور بات بنتی ہے' ضرور کامیابی ہوتی ہے اور ضرور ہمارا ملک ترقی کرے گا۔ پھر میں سمجھتی ہوں کہ الزام ہمیشہ کمزوروں پر لگتے ہیں جو ایک بار علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

آج جو مسلمانوں پر الزامات لگتے ہیں، جو بھی، کسی قسم کے بھی ان کے پلے میں ڈالے جاتے ہیں' ان کی جھولی میں ڈالے جاتے ہیں وہ اس لئے ہے کیونکہ دنیا میں مسلمان ایک کمزور قوم بن گئے ہیں۔ جتنی بھی مملکتیں ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارا پاکستان پھر بھی ایک بہتر قوم ہے اپنی صلاحیتوں کے مطابق ورنہ ہماری مسلم آبادی، مسلم ممالک کافی کمزوری کا ثبوت دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ممالک جو کہ طاقت ور ہیں آسانی سے ان کے اوپر الزامات دھر دیتے ہیں' ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جیسا کہ لئے ہم نے افغانستان میں بھی صورتحال دیکھی اور عراق میں بھی دیکھی۔ یہ تو آج کل کا زمانہ ایک امن پسندی کا زمانہ ہے' اس میں تو پہلے زمانے کی طرح جنگیں نہیں ہوتی ہیں کہ بادشاہ سلامت حملے کرتے چلے جا رہے ہیں اور اعظم کہلائے چلے جا رہے ہیں لیکن اب ایک بڑی طاقت نے ایسا ہی trend اختیار کر لیا ہے جیسا کہ پہلے زمانے میں ہوتا تھا کہ حملے کرتے جاؤ اور چھوٹے ملکوں کو اور کمزور ملکوں کو ہڑپ کئے جاؤ۔ یہ غلط ہے اور پھر ہم پر الزام لگایا جاتے ہے کہ افغانستان میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس میں پاکستان ملوث ہے یا یہاں کے مسلمانوں کا اس کے اندر ملوث ہونا اور دوسری طرف کشمیر کی LOC کے اوپر کہ وہاں بھی ہمارے مسلمان یا پاکستانی دہشت گردی پھیلاتے ہیں' ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک بہت پرانا مسئلہ ہے کہ قیام پاکستان کے وقت سے کشمیر اگر ہمارے ساتھ ملنا چاہتا تھا اور یہ ایسی بات نہ ہو سکی' اگر وہیں کے لوگ اپنی جدوجہد کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اور محاذ کھولتے ہیں تو اس کے اوپر پاکستان کو الزام لگانا تو بالکل غلط ہے۔ افغانستان میں بھی جو دہشت گردی کا الزام لگایا جا رہا ہے افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے قریب سے ایسی کوششیں ہوتی ہیں تو اس کا الزام حکومت پاکستان پر کیسے ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وہیں کے لوگ اٹھتے ہیں' وہیں کے لوگ کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر ہم پر nuclear proliferation کا الزام لگتا ہے تو کیا پاکستان نے یہ کام کیا ہے' what about

the European countries and other countries? کس نے یہ بات اختراع کی ہے، ایجاد کی ہے، ترقی دی ہے، ان سب چیزوں کو پھیلایا ہے۔ ان سب سے آنکھ بند کر کے ہمارے جیسے غریب ملکوں پر یا مسلمان ملکوں پر الزام لگا دیا جاتا ہے۔ ہمارے صدر صاحب نے یہ بات بھی ہمارے غور کے لئے اپنے خطاب میں پیش کی کہ ہماری قوم کے لوگ، ہماری خواتین، ہمارے Parliamentarians اس جانب توجہ دیں۔

پھر ہم پر ایک الزام extremist society ہونے کا لگتا ہے، کیا ہم ہی صرف extremist society ہیں؟ ہم extremist society نہیں ہیں، یہ الزام ہے۔ اگر کچھ لوگوں کے ساتھ ایسا ہوا کہ کسی نے ان کے towers پر حملے کئے یا جس جگہ بھی، کہیں بھی حملے کئے ہیں اور اگر انہوں نے اپنی ہی تحقیق سے یا اپنی سمجھ سے مسلمانوں کے نام اس کے ساتھ associate کر دیئے ہیں۔ وہ ہمارے حصے میں کیسے پڑ گئے ہیں کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ کیوں بھئی، مسلمان is a peaceful قوم اور امن و امان برادری، آپس میں ایک ہم رتبہ ہو کر رہنا، یہ ساری teachings اسلام کی ہیں۔ اسلامی society میں، یہ چیزیں prevailing ہیں کہ اس میں خیال رکھا جاتا ہے، کوتاہیاں سب societies میں ہوتی ہیں۔ ہماری قوم مذہب سے ضرور لگاؤ رکھتی ہے۔ رکھنا بھی چاہئیے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا natural مذہب ہے، اللہ تعالیٰ پر یقین ہے۔ کچھ نہیں کیا ہے۔ وہ سبھی مذہبوں میں ہیں اور اس مذہب میں بھی ہیں تو ہم مذہب سے لگاؤ کیوں نہ رکھیں۔ ہم مذہب سے لگاؤ بھی رکھتے ہیں لیکن we are a very moderate nation. تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ چیز زیادہ ہوتی ہے اور جہاں تعلیم نہیں ہے، جو دیہات کے غریب علاقے ہیں، وہ بھی بڑے معصوم انسان ہیں۔ ان کے اندر انسانیت ہے۔ وہ اپنی غربت اور اپنی تلاش معاش میں اتنے لگے ہوتے ہیں کہ ان کو فساد پھیلانے کی فرصت نہیں ہوتی ہے۔ وہ اپنے کاروبار میں لگتے ہیں، اپنے گھر بار کو سنبھالتے ہیں۔ اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے پھر اپنی قوم کی خدمت بھی اگر وہ کر سکتے ہیں تو کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ ہماری قوم کا اس کے اندر ایسا کوئی حصہ ہے کہ جو نامناسب ہے یا ناروا ہے۔ بے شک ہم اگر شاندار نہیں تو بہت مناسب role ادا کر رہے ہیں۔ مجھے موقع دینے کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید ہدایت اللہ شاہ۔

سید ہدایت اللہ شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آپ نے مجھے جناب صدر کی تقریر پر بات کرنے کا موقع دیا۔ ایک سال کی جد و جہد کے بعد صدر صاحب نے جو حقیقی اور اصلی پاکستان کے صدر تھے' انہوں نے قومی اسمبلی اور سینیٹ میں خطاب کیا۔ صدر صاحب نے اپنے خطاب میں چند باتیں قوم کے سامنے رکھیں اور قبل اس کےمیں اس کی طرف تھوڑا سا اپنا نقطہ نظر پیش کروں چاہیئے تو یہ تھا کہ صدر صاحب اپنے سابقہ دور' جو تین سال کا پہلا دور تھا' اس کی کارکردگی اور اس کے بارےمیں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے اور اس کے بعد مستقبل میں آنے والے حالات کا جائزہ لیتے اور قوم کو اور امتِ مسلمہ کو ایک پروگرام پیش کرتے اور پاکستانی قوم کے لئے یہ پیغام دیتے کہ ہم کس طریقے سے بیرونی دنیا میں دشمنان پاکستان اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ صدر صاحب نے جو تقریر کی وہ ایسی مایوس کن تقریر تھی کہ جس کی شاید اس سے پہلے مثال نہ ملے۔

جناب والا! صدر صاحب کی تقریر میں چاہیئے تو یہ تھا کہ صدر صاحب یہ پیش کرتے کہ پاکستانی قوم کو اس وقت جو حالات یا مصائب درپیش ہیں اور اسی سے قوم پریشان ہے۔ اس میں سرفہرست غربت اور افلاس ہے اور دوسرا بڑا مسئلہ بیروزگاری کا ہے' نوجوان اس وقت بیروزگار ہیں' ان کو پاکستان میں روزگار میسر نہیں ہے' اس کی وجہ سے وہ "تنگ آمد بجنگ آمد" ڈاکے ڈال رہا ہے' چوری کر رہا ہے' خود کشی کر رہا ہے۔

دوسرا مسئلہ غربت کا ہے کہ ہماری حکومت اس طرف توجہ نہیں دے رہی اور نہ ہی ہمارے صدر صاحب توجہ دے رہے ہیں۔ مہنگائی کا ایک سیلاب امڈ کر آ رہا ہے' غریب آدمی کے لئے جینا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق صدر صاحب نے نہ ہی مستقبل کا کوئی پروگرام پیش کیا ہے اور نہ ہی پہلے دور کا کوئی جائزہ پیش کیا۔ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ جناب قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے ، جناب علامہ اقبال نے جو نظریہ پیش کیا تھا کہ پاکستانی قوم کو اگر آپ متحد رکھ سکتے ہیں تو وہی اسلامی نظریہ تھا۔ مولانا شبیرعثمانی نے ، مولانا ظفر عثمانی نے اور دیگر علماء اکرام نے جناب محمد علی جناح کے ساتھ مل

کر پاکستان بنایا اور جس نقطہ نظر پر پوری قوم نے اتفاق اور اتحاد کیا' چٹاگانگ کے پہاڑوں سے لے کر کاغان کے پہاڑوں تک ایک نعرہ گونجتا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " اس نعرے کے متعلق' اس نظریہ کے متعلق ' اسلامی نظام کے متعلق کتنی پیش رفت ہوئی اور عملی طور پر اس اسلامی نظریات کے وہ ثمرات ہم نہ دیکھ سکے ' اس کے متعلق صدر صاحب نے کچھ نہیں فرمایا۔

جناب والا! مجھے افسوس ہے اور میں آپ کی وساطت سے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پاکستانی قوم کو آپ ایک لڑی میں رکھ سکتے ہیں' اس میں تسبیح کے دانوں میں پرونے کی مانند اتفاق اور اتحاد رکھ سکتے ہیں تو وہ صرف اور صرف اسلامی نظریہ ہے جس کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔ آج افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس ایوان بالا میں بڑے بڑے مقتدرین اور بڑی بڑی وزنی شخصیات قومیت کی بات کرتے ہیں' لسانیت کی بات کرتے ہیں' صوبائیت کی بات کرتے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ محمد علی جناح کا پاکستان اسی وجہ سے دو ٹکڑے ہوا ' مشرقی پاکستان آج بنگلہ دیش کی صورت میں ہے اور بنگلہ دیش کے لیڈروں نے یہی قومیت کا نعرہ لگایا تھا ۔ ہمیں افسوس ہے ' ٹھیک ہے فرقہ واریت ایک بری چیز ہے لیکن یہ قومیت ' لسانی مسئلہ ' صوبائیت کا مسئلہ کیا بہت اچھی چیزیں ہیں؟ کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری قوم کے سامنے یہ ارشاد نہیں ہے (عربی)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی اپنی قوم کو اس لئے جمع کرتا ہے یا علاقائی نعرہ لگاتا ہے یا تعصب کا نعرہ لگاتا ہے ' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب والا! آج پاکستان کے اندر یہ نعرے بلند ہو رہے ہیں اور ان نعروں کو روکنے کے لئے میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا تھا' اسلامی نظام کے لئے' وہی نظام اس ملک میں قائم کر دیا جائے تو سارے کے سارے مسلمان (عربی) مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے ۔ (عربی)

مسلمان آپس میں بھائی ہیں ۔ اس کے لئے ہمارے صدر صاحب نے کوئی پیش رفت نہیں کی یا پروگرام پیش نہیں کیا' ہمارے صدر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ ہمارا ایک آئینی ادارہ جس کو ہم نظریاتی کونسل کہتے ہیں ' اس نے کتنی سفارشات مرتب کی ہیں ' قومی اسمبلی اور سینیٹ میں

پیش کی ہیں تاکہ مستقبل میں ساری قوم کے سامنے یہ لائحہ عمل اور آخری قانون اسلامی نظام ہو' اس کے متعلق ہم نے صدر صاحب کی تقریر میں کوئی نقطہ نظر نہیں پایا۔

جناب والا! صدر صاحب نے جن باتوں پر زور دیا ان میں یہ تھا کہ بیرونی دنیا ہم پر دباؤ ڈال رہی ہے اور اس میں سرفہرست دہشت گردی کا مسئلہ ہے کہ افغانستان کے اندر دہشت گرد داخل ہو رہے ہیں۔ اگر پاکستان کا کوئی آدمی افغانستان میں داخل ہو کر دہشت گردی کرتا ہے تو اسے روکنا یہ امریکہ اور اس کی حامی حکومت حامد کرزئی کا کام ہے ہمارا کام نہیں ہے۔ وہاں امریکہ بیٹھا ہوا ہے ' وہاں حامد کرزئی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ' اگر وہ اپنی حکومت میں امن قائم نہیں کر سکتے' دہشت گردوں کو نہیں روک سکتے تو پاکستان کی اس میں کیا غلطی ہے۔ وہ اپنی ناکامیوں کا اعلان کریں کہ ہم ناکام ہوگئے اور علماء نے امن قائم کیا تھا۔ وہ امن قائم نہیں کر سکے' دوسرا سال گزر رہا ہے۔ جناب والا! آپ کی ناکامیوں کی وجہ سے وہ جو بوجھ ہے ' وہ گند ہے ہم پر ' پاکستان پر ڈال رہے ہیں۔ وہاں تو اس وقت ہماری حکومت نہیں یا واجپائی صاحب کے حامی ہیں یا بش صاحب کے حامی ہیں ' اس میں پاکستانی قوم کی یا پاکستان کی کیا غلطی ہے؟

جناب والا! تیسرا مسئلہ کشمیر کا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کو بنیادی حقوق سے ایک منظم سازش کے ذریعے محروم کیا جا رہا ہے۔ میں چند باتیں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ ہمارا بنیادی اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے کے بعد تمام انبیاء علیہ الصلوۃ و السلام پر ہمارا مکمل ایمان ہے اور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام پر جتنی آسمانی کتب نازل ہوئیں تحریف سے پہلے ' ان پر ہمارا مکمل ایمان ہے۔ ہمارے بنیادی اصول میں سے یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان اگر کسی پہلے نبی کی توہین کرے گا یا ایسی بات میں اعانت کرے گا' وہ مسلمانوں کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ ملت اسلامیہ کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں سے کوئی آدمی پہلی کتابوں پر ایمان نہ رکھتا ہو یا اس کی توہین کرے' وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ افسوس یہ ہے کہ ہمارا ان تمام انبیاء پر ایمان ہو' ان کی عزت و توقیر بھی ہم کریں اور سابقہ ساری کتابوں پر ہمارا ایمان ہو' اس کی عزت بھی کریں تو ہم تو ہو گئے دہشت گرد اور وہ لوگ ہمارے نبی کی توہین کریں اور جو نبی کی توہین کرے اس کو انعام بھی دے دیں اور اپنے ہاں پناہ بھی دے دیں اور جو ہمارے قرآن کریم کی توہین کرے اور یورپ کی

گلیوں میں، گندے نالوں میں ٹکڑے کر کے پھینک دیں وہ ہو گئے امن پسند۔

جناب والا! دوسری بات ----

جناب چیئرمین: آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے، ذرا اختتام کی طرف آئیں۔

سید ہدایت اللہ شاہ: میں انشاء اللہ جلدی ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک انتہا پسندی کا تعلق ہے، میں صرف تاریخ اسلام کے دو واقعات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ایک واقعہ سیدنا عمر فاروق کا ہے۔ سیدنا عمر فاروق نے جب بیت المقدس کو فتح کیا اور چرچ میں جا کر چرچ کا معائنہ کرنے کے بعد وہ وہاں سے نکلنے لگے اور وقت نماز ہو گیا، انہوں نے چرچ کے کونے پر نماز ادا کی۔ جب جانے لگے تو انہوں نے چرچ کے راہنما کو اور وہاں کا جو ذمہ دار شخص تھا اس کو بلایا، ادھر آؤ۔ وہ جب آ گیا کہا کہ قلم بھی لے آؤ اور کاغذ بھی لے آؤ۔ جب قلم، کاغذ لایا گیا، اس پر لکھ دیا کہ جہاں میں نے نماز پڑھی ہے یہ بھی چرچ کا حصہ ہے۔ مسلمانوں میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔ آپ ذرا انصاف کو دیکھیئے اور فرمانے لگے آنے والے مسلمان یہ دعوی نہ کر بیٹھیں کہ یہاں سیدنا عمر فاروق نے نماز پڑھی ہے یہ ہمارا حق ہے۔ یہ دعویٰ نہ کر بیٹھیں، اس لئے میں تحریر دیتا ہوں۔

جناب والا! اسی تاریخ میں ایک دوسرا واقعہ ہے جو ہمارے اس ایشیاء کا واقعہ ہے جب سلطان سکندر لودھی امیر بن گئے، گورنر بن گئے تو کسی نے بتایا کہ یہاں قریب مندر میں بہت سارے ہندو جمع ہیں اور وہ ہندو اشنان کر رہے ہیں۔ انہوں نے دھوم مچا رکھی ہے۔ آپ اس کا کچھ کیجیئے۔ جیسے ہماری پولیس report پیش کرتی ہے تو گورنر اور بادشاہ کو بڑا غصہ آیا، اس نے حکم دیا کہ اس کو منہدم کر دو اور تمام جو ہندو ہیں ان کی گردن اڑا دو، تہ تیغ کر دو لیکن وہاں ایک مشیر تھا۔ اس نے کہا کہ ذرا آپ علماء سے تو پوچھیئے۔ علماء کرام اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے اس زمانے کے بڑے عالم سے پوچھا کہ اس کا کیا جائے، عالم نے کہا جناب! آپ حاکم ہیں مسلمانوں کے اور ذمیوں کے، آپ ان کو قتل نہیں کر سکتے۔ اشنان ان کا مذہبی فریضہ ہے، ان کا مذہبی کام ہے، ان کی پرانی رسومات ہیں، ان کو اجازت دے دیجیئے اور آپ اسلامی رو سے مندر کو نہیں گرا سکتے۔ یہ ذمیوں کا عبادت خانہ ہے تو اس نے جناب! کہا کہ تلوار

لاؤ میں اس عالم کو مارتا ہوں، اس لئے کہ یہ بھی کفار کے ساتھ مل گیا۔ اب اس واقعہ سے ہمیں پتا چلا کہ علماء انتہا پسند ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین: ختم کریں جی ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

سید ہدایت اللہ شاہ: جناب والا! تیسرا نکتہ کشمیر کا ہے۔ کشمیر میں کشمیر کا مظلوم مسلمان شہید ہو رہا ہے، خربوزے کی طرح کٹ رہا ہے، اگر ہم وہاں آزادی کی جنگ لڑیں تو ہمیں انتہا پسند اور دہشت گرد کہا جائے لیکن Timur کے اندر یہی امریکہ اور عیسائی جب لڑیں تو وہ انتہا پسند نہیں؟ ہم انصاف مانگتے ہیں کشمیر کا مسئلہ، فلسطین کا مسئلہ، عراق کا مسئلہ، افغانستان کا مسئلہ جہاں مسلمان خربوزے کی طرح کٹ رہا ہے۔

جناب والا! ایک آخری گزارش میری یہ ہے کہ احتساب کے مسئلے میں بھی صدر صاحب نے کوئی لائحہ عمل نہیں بتایا۔ اس بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد جو لوگ برسر اقتدار آئے ہیں یا بڑے بڑے مناصب پر تھے، خواہ وہ فوج میں تھے یا بیوروکریسی میں تھے، خواہ وہ سیاستدان تھے سب کا بغیر امتیاز احتساب ہونا چاہیے۔ ان سے پوچھا جائے کہ تم نے دولت کہاں سے حاصل کی ہے اور کہاں پر خرچ کی ہے۔ یہ ہمارا مطالبہ ہے تب انصاف قائم ہوگا۔ کرپشن اس ملک سے ختم ہوگی۔ اگر یہ بات نہیں ہوگی جو کرپشن میں ملوث ہو، ملک سے بھاگا ہوا آدمی ہو، اس کو یہاں لاکر وزیر بنا دیا جائے ایسے کرپشن ختم نہیں ہوتی۔ اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو اسلامی نظام کی کوشش کیجئے ان الحکم الا للہ کا جو نعرہ ہمارے حکام نے لگایا تھا اس پر عمل کیجئے۔ اللہ پاک میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نثار میمن۔

جناب نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج جس موضوع پر یہ session بلایا گیا ہے اسی پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ یہاں اپوزیشن نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا صدر کے خطاب سے واضح طور پر کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی میں ان اسلامی امور پر بات کروں گا جن پر میرے کئی دوستوں نے خطاب کیا ہے انہوں نے بہت

اچھی باتیں کی ہیں مگر ان کا صدر کے خطاب سے کوئی تعلق مجھے کم ہی نظر آیا ہے ۔لہذا میں اپنی تقریر اصل موضوع پر ہی کروں گا۔

جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ صدر صاحب کا خطاب ' ایک شاندار خطاب تھا اور پروقار طریقے سے انہوں نے joint session کو address کیا ہے اور جن حالات میں کیا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہیں ۔مجھے آج خوشی ہے کہ جب ہم ممبران یہاں پر مل رہے ہیں اور بات کررہے ہیں اور تقریریں کر رہے ہیں تو ہمارے سارے دوست سن رہے ہیں اور اس طرح سے discipline کا مظاہرہ کیا گیا ہے ۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ساری دنیا کی نظریں پاکستان کے اس خطاب پر تھیں گو اس وقت ہم نے discipline کا مظاہرہ نہیں۔ کیا آج میرے دوست جنہوں نے یہ کہا ہے کہ صدر منتخب نہیں تھے اور وہ ایک قانونی صدر نہیں ہیں، میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس قانون کی وہ بات کر تے ہیں وہ پاکستان کا قانون ہے اور پاکستان کے قانون کی رو سے اس ایوان نے ،قومی اسمبلی نے اور صوبائی اسمبلیوں نے ان کو منتخب کیا ہے اور ہم سارے وہی لوگ ہیں جن کو انہی اداروں نے منتخب کیا ہے ۔ یہ اپنی پارلیمنٹ کی نفی کر رہے ہیں۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جائیں ذرا دیکھیں کہ وہ کس طرح سے خود elect ہوئے تھے ۔ صدر قانونی صدر ہیں ۔

جناب والا! کئی دوستوں نے یہ کہا کہ صدر کی تقریر میں کسی چیز کی نشاندہی نہیں کی گئی ۔میں یہ کہتا ہوں کہ ایک صدر کی حیثیت سے انہوں نے policy statement دی ہے ۔ انہوں نے پاکستان کوجو خطرات لاحق تھے ان کی نشاندہی کی ہے ۔ میں ان کو دہرانا نہیں چاہوں گا کیونکہ بہت سے دوستوں نے ان خطرات کا ذکر کیا ہے ۔ انہوں نے ایک صدر کی حیثیت سے یہ بھی بتایا کہ وہ ملک کو کس سمت میں لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ کون لے جائے گا وہ جمالی صاحب کی حکومت ہے ' جو لے جائے گی اور اس کے بعد جمالی صاحب کا خطاب آتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون نہیں جانتا کہ انہوں نے پروقار طریقے سے ایک statesman کی حیثیت سے خطاب کیا۔اگر لوگ بھول گئے ہیں تو میں ان کو یاد دلانا چاہوں گا کہ انہوں نے پاکستان میں جمہوریت کے قیام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے پاکستان میں قائد کے رہنما اصولوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے پاکستان کے وسائل کا ذکر کیا ہے۔ پاکستان میں جو کام

ہو چکا ہے اور جو ہونا باقی ہے، اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے موجودہ حالات پر نظر ڈالی ہے اور اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے پاکستان کی قومی سلامتی کے امور کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ پاکستان کو لاحق خدشات اور بحرانوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے پاکستان کی economic policy کا ذکر کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے ذکر نہیں کیا تو آیئے میں بتاتا ہوں کہ انہوں نے جو کہا میں وہ quote کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ کہا کہ "معاشی میدان میں اس وقت تمام micro economic indicators positive ہیں۔ ان کو مزید بہتر بنانے کے لیے fiscal deficit control میں رکھنا ہوگا۔ Balance of payment surplus کو برقرار رکھنا ہو گا۔ بیرونی قرضوں کو مزید گھٹانا ہو گا تا کہ debt service liability اور بھی کم ہو۔ Remittance, foreign exchange, revenue and export کو مزید بڑھانا ہو گا۔ مجھے اس بات کا خصوصی احساس ہے کہ ہمیں ان تمام indicators کا فائدہ عوام تک پہنچانا ہے تاکہ غربت میں مزید کمی ہو"۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے (صدر پاکستان) ساری چیزوں کی نشاندہی کی ہے اور پاکستان کو مضبوط بنانے کے لیے ساری چیزیں کہی ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو خطاب کیا ہے وہ ایک مدبرانہ، حقیقت پسندانہ خطاب تھا اور صدر کی حیثیت سے انہوں نے مسائل کی نشاندہی کی ہے۔

کئی دوستوں نے پاکستان کی foreign policy کا ذکر کیا ہے کہ پاکستان کی foreign policy کیا رہی ہے؟ توان کو یہ بتانا ضروری ہے کہ پاکستان یا کسی بھی ملک کی foreign policy کس لیے ہوتی ہے؟ Foreign policy اس لیے ہوتی ہے کہ قومی سلامتی کو مضبوط کیا جائے۔ ملک کو مستحکم کیا جائے تو آیئے دیکھیں کہ یہ ہوا ہے یا نہیں۔ جب پاکستان کی foreign policy کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں ایک شہری کی حیثیت سے یہ اچھی طرح سے یاد ہے کہ پاکستان ایک terrorist state declare ہو رہا تھا۔ Economically پاکستان ایک default nation بننے جا رہا تھا۔ یہی دو چیزیں ہیں جو سلامتی کے امور کے لیے بہت اہم تھیں اور ان تین، چار سالوں میں کیا ہوا ہے؟ چار سالوں میں یہ ہوا ہے کہ الحمد للہ پاکستان صف اول پر international terrorism کے خلاف ایک دیوار کی طرح کھڑا ہوا ہے اور پاکستان نے پوری دنیا سے منوا لیا ہے۔ آج الحمد للہ، صدر صاحب کی کاوشوں سے ہندوستان کے ساتھ بات چیت

شروع ہونی ہے۔ اب انشاء اللہ وہ وقت آنے گا کہ ہم دوستی کی طرف جائیں گے اور دشمنیاں بھول جائیں گے۔ مگر وہ وقت ہمیں یاد ہے جب ہندوستان نے اپنی زمین کے لیے بھی امریکہ کو offer کی تھی، انہوں نے اپنے اڈے بھی امریکہ کو offer کیے تھے اور الحمد للہ، صدر صاحب نے اس وقت پارلیمنٹ کی غیرموجودگی میں ایک فیصلہ کیا کہ ہم اڈے دیں گے مگر یہاں سے attack نہیں ہوگا۔ صرف Logistic support ہو گی مگر اپنی سر زمین کو بچایا۔ انہوں نے وہ foreign policy اختیار کی جس کی وجہ سے پاکستان بچ گیا۔ کیا میرے ساتھی یہ بھول گئے ہیں کہ چار سال سے کوئی ہماری طرف دیکھ نہیں پایا۔ یہ قومی سلامتی نہیں ہے تو اور کس کو قومی سلامتی کہتے ہیں؟ قومی سلامتی میں یہ بھی ہے کہ ہم سارک کو دیکھیں، ہم نے علاقائی تعاون کو آگے بڑھایا ہے۔ سارک جو کہ بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی، اب ایک دفعہ انہوں نے ہندوستان کے وزیر اعظم کے ساتھ ہاتھ ملایا، اس کے بعد انہوں نے ان کو یہاں بلایا، وہ آئے اور سارک پھر سے revive ہو گئی ہے اور اچھی اور کامیاب کانفرنس ہوئی ہے۔ اس کے بعد ECO کو ہم دیکھتے ہیں، ECO conferences بھی ہو رہی ہیں۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ OIC جو کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا فورم ہے، صدر صاحب نے اس میں جا کر اپنی قیادت کا لوہا منوایا ہے۔ اب وہ نہ صرف پاکستان کی قیادت کرتے ہیں بلکہ وہاں کے مسلمان ملکوں کے بھی لیڈر بن چکے ہیں۔ صرف یہ نہیں ہے کہ وہ خطے میں رہے ہیں۔

ماضی میں پاکستان کے وزیر اعظم یا وہ لیڈر جو چاہتے تھے کہ امریکہ میں نیویارک ٹائم یا نیوز ویک میں ان کی cover پر تصویریں آئیں، نہیں آ سکتی تھیں، اب یہ ہے کہ پاکستان کا صدر اس وقت دنیا کا لیڈر مانا جاتا ہے اور آج ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب صدر صاحب یورپ اور امریکہ کے خطے میں جاتے ہیں تو سب ان کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ Devos میں کیا ہوا ہے؟ کیا ہمارے دوستوں نے نہیں دیکھا؟ کیا ریڈیو، اخبار اور ٹی وی نہیں دیکھا؟ Devos میں لوگ ان کو ملنے کے لیے باضابطہ طور پر کوشش کر رہے تھے اور وہ لوگوں سے ملے ہیں ۔ اس کے بعد میں یہ بھی نہیں بھولوں گا کہ ہمارے خطے میں Pacific rim پر بھی انہوں نے جو تعلقات بہتر کئے ہیں اس کے نتیجے میں نہ صرف South Asia بلکہ Central Asia اور سارے خطوں میں ہمارے پاکستان کی فارن پالیسی اس وقت active ہے pro

active ہے ۔ ہم بیٹھے ہوئے یہ نہیں سن رہے ہیں کہ ہم آگے نکل کر کام کر رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں فارن پالیسی کی ہیں اور اگر فارن پالیسی یہ نہ ہوتی تو غالباً بش صاحب نے جو یہ کہا ہے۔ آج کے اخبارات آپ اٹھا لیں ۔ پچھلی اخباریں آپ نہیں پڑھتے تو نہ پڑھیں ۔ جن لوگوں نے نہ پڑھی ہو میں ان کے لئے کہہ رہا ہوں ۔ آج کے "ڈان" میں ۲۰ تاریخ کی "ڈان" میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

and I quote Bush, "Pakistan is a country which is evolving, showing what is possible in terms of free society and as an active parliament and at the same time on honouring Islam,"

یہ ہے پاکستان کی foreign policy کی کامیابی کہ پاکستان کی طرف جو لوگ آنا نہیں چاہتے تھے یہاں پر bomb blast کئے گئے۔ یہ وہی تخریب کار ہیں جو آج بھی ہماری صفوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ہمارے گاؤں اور شہروں میں گھسے ہوئے ہیں ۔ ہمیں ان کو نکالنا ہوگا۔ ہمیں اپنی سلامتی کو مضبوط کرنا پڑے گا ۔ یہی تو صدر صاحب نے نشاندہی کی ہے ، چاہے انہوں نے خطاب میں یا کل علماء کانفرنس میں کی ہو ۔ یہ میں کہتا ہوں کہ اتنی recognition انہی لوگوں کی جن کو آپ سپرپاور کہتے ہیں ، نہ بھی کہیں تو وہ ہیں ۔ حقیقت پسندانہ پالیسی وہ ہے کہ آپ مانیں کہ وہ ہیں ۔ مگر اس کے بعد کیا ہم نے اپنے سارے دروازے کھول لئے ہیں ؟ کیا ہم نے افغانستان میں جانے کے لئے یہ کہہ دیا کہ آئیے افغانستان پر attack کیجیئے یا ان کو pursue کیجیئے ۔ نہیں ، ہم نے یہ کہا کہ ہمارے تعلقات آپ کے ساتھ یہ ہیں کہ ہماری فوج ، ہماری سیکورٹی فورسز تخریب کاروں کا تعاقب کریں گی مگر اپنے علاقے سے کہیں اور پڑوسی ملک میں attack کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ مگر تعاون جو کیا جاتا ہے وہ electronic,media, information کا تعاون کیا گیا ہے۔ forces کو کبھی ہم نے استعمال نہیں کیا ہے تو یہ ساری چیزیں قومی سلامتی کی ہیں کہ آپ اپنے ملک کا دفاع خود کر رہے ہیں ۔ صرف فوج سے نہیں مگر پندرہ کروڑ انسان دفاع کر رہے ہیں ۔ اگر آج یہ پندرہ کروڑ انسان حکومت کے ساتھ، صدر کے ساتھ نہ ہوتے تو یہاں پر خدانخواستہ وہی ہوتا جو ماضی میں ہو چکا ہے ۔ الحمد للہ یہاں پر سب امن کے ساتھ رہ رہے ہیں ۔ ہم کیا چاہتے ہیں ؟ ہم چاہتے ہیں کہ ملک کو مضبوط کریں۔ میں

اپنے دوستوں سے یہ کہوں گا کہ آئیے ان چیزوں کو دیکھیں کہ مسلم امہ میں سے بھی انوسٹمنٹ آ رہی ہے ۔ ہمارے متعلقہ وزیر بیٹھے ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ کیا کیا انوسٹمنٹ کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ میں اب آتا ہوں فارن پالیسی پر۔ میرے خیال میں اسی پر دوسرے دوست بھی بولیں گے مگر میں یہاں پر صرف اتنا کہوں گا کہ پاکستان کی قومی سلامتی کے ساتھ ایک کامیاب خارجہ پالیسی عمل میں لائی گئی اور اس پر عمل کیا گیا ۔ آج پاکستان کی سرحدیں اور پاکستان محفوظ ہے۔

اب میں دوسرے پوائنٹ پر آتا ہوں اور وہ ہے پاکستان میں جمہوریت ۔ کسی بھی ملک کی قومی سلامتی اس وقت تک مضبوط نہیں ہوسکتی اگر وہاں جمہوریت نہ ہو۔ کاش' وہ لیڈر جو اپنے آپ کو جمہوری elected leader کہتے ہیں انہوں نے پاکستان کی جمہوریت کا پاس رکھا ہوتا ۔ انہوں نے تو پاکستان کی جمہوریت کا وہ پاس رکھا کہ اسے کمزور کیا ۔ اب ایک فوجی جرنل کی حیثیت سے صدر نے دس سال میں نہیں ، تین سالوں کے اندر پاکستان میں جمہوریت لوٹائی ہے ۔ پاکستان میں جمہوریت لوٹانا دو طریقوں سے ہوتا ہے ۔ جمہوریت کہنے سے نہیں آتی ۔ یہ کہنا کہ ہم جمہوری ملک بننا چاہتے ہیں ، ہم جمہوری لوگ ہیں ، ہم قومی سلامتی کو جانتے ہیں اس سے نہیں۔ عملی طور پر دکھایا کہ grass roots پر پہلی دفعہ آپ نے دیکھا کہ لوکل گورنمنٹ کا نظام لایا گیا اور چل رہا ہے۔ ایک transition ہو رہی ہے civilian government کی military government سے ۔ اس میں مدد ہونی چاہیے تھی۔ نہ صرف یہ کہ مدد ہونی چاہیئے تھی بلکہ active role play کرنا چاہیئے ہم parliamentarians کو۔ مگر ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم تو ماضی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کو کمزور کریں۔ میرے خیال میں آگے چل کر ان سب لوگوں کی نشاندہی ہوگی۔ تاریخ بتائے گی کہ کون تھے کہ جنہوں نے ماضی میں جمہوری عمل کو روکا تھا اور کون ہیں جو آج بھی اس عمل کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں پر جمہوریت کے بہت سے سپاہی بیٹھے ہیں۔ وہ نہیں ہیں جو صرف کہتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کو روکا ہے۔ عملی طور پر آپ کے یہاں پر پارلیمنٹ ہے، نیشنل اسمبلی ہے۔ جمہوریت کام کر رہی ہے۔ مگر جمہوریت کا سب سے بڑا ستون ایک آزاد میڈیا پالیسی ہوتی ہے۔ آئیں اور بتائیں کہ ہم آج کہاں ہیں۔ آج پاکستان کے میرے صحافی دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔

کیا وہ صرف پاکستان کی پارلیمنٹ کو cover کر رہے ہیں؟ نہیں، آج ہر ایک کو آزادی ہے۔ اس آزادی کو کئی جگہ غلط بھی استعمال کیا گیا ہے مگر ان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا ہے۔ آپ کو علم ہوگا، آپ کو یاد ہے کہ پاکستان میں نہ صرف حکومت کا میڈیا آزاد ہے۔ الیکٹرانک میڈیا صرف پاکستان ٹیلی ویژن ہوا کرتا تھا۔ ایک ایسی پالیسی لائی گئی جس میں الیکٹرانک میڈیا private sector میں آیا ہے۔ اب وہ کہاں کہاں سے beam کر رہا ہے اور کیا کیا discussions ہو رہے ہیں۔ یہ ہم سب کے سامنے ہے۔ کون ہے جو اختلاف رائے نہیں رکھتا۔ اس ہاؤس میں تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے دوست یاد رکھیں کہ اختلاف رکھنا اور چیز ہے، جمہوری حق ادا کرنا اور چیز ہے۔ مگر پاکستان کی سلامتی کے خلاف کوئی کہے گا تو آپ کو بھی علم ہے کہ قانونی کارروائی ان کے خلاف ہوئی ہے۔ مگر میں اس ہال میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اگر جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو کون کہتا ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ آئیے میں بتاؤں۔ preamble پڑھئے۔ page 2 پر میں لے جاتا ہوں۔

I quote Mr. Chairman, "Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, that Pakistan would be a democratic state based on Islamic principles of social justice".

یہ ہو رہا ہے یہاں پر۔ کیوں اس کو آگے نہیں بڑھاتے؟ کیوں کہتے ہیں کہ نہیں ہے؟ جمہوری بھی ہے، Islamic system بھی ہے۔ moderate Islam کا concept دے کر صدر صاحب پاکستان سے بڑھ کر مسلم امہ کی طرف بھی گئے ہیں اور وہاں پر بھی concept accept ہوا ہے۔ وہ ایک bridge بن چکے ہیں west اور اسلام کے درمیان۔ کیوں نہ ہم اس کو اور مضبوط کریں تا کہ پاکستان مضبوط ہو۔

Mr. Chairman: Please try to conclude.

جناب نثار احمد میمن: آئیے میرے دوستو! میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ ہم جب بات کرتے ہیں تو loyalty of the state بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ہر وقت پاکستان پر حملے کرنا، یہ بہت ہی خطرناک رجحان ہے۔ part (I) of the Constitution and Article No.

5 of the Constitution and I quote:-

"Loyalty to the State is the basic duty of every citizen"

And if any citizen Mr. Chairman, doesn't follow this, is liable for any action that State may take

جمہوریت اپنی جگہ پر ہے اور پھر وہ کہتے ہیں کہ جی Article 6 کو violate کیا گیا ہے۔ تو آیئے میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ آئین کہتا ہے :- and I quote. Part (1) Article 6:-

"Anyone subverts or attempts or conspires to subvert the Constitution".

کس نے subvert کرنے کی کوشش کی تھی؟ کون تھا جو امیر المومنین بننا چاہ رہا تھا؟ کون تھا جو اداروں کو توڑ کر راتوں رات جہاز کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آپ کی armed forces جوکہ دفاع کر رہے ہیں، ان کے کمانڈر کو پاکستان میں اترنے کی اجازت نہ دی؟ یہ subvertion نہیں تھا تو کیا تھا۔ آپ نے اس وقت action کیوں نہیں لیا تھا؟ میں یاد دلانا چاہوں گا کہ جمہوری لیڈرز نے تو ۱۲ اکتوبر کے بعد مٹھائیاں بانٹی ہیں۔ جو opposition بیٹھی ہے انہوں نے تو مٹھائیاں بانٹی ہیں۔ آج یہ کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ حالات مختلف ہو گئے ہیں۔ اس وقت military government تھی۔ اب تو جمہوری حکومت ہے۔ آپ ایوان میں بیٹھے ہیں، اور ایوانوں میں بیٹھ کر آپ اس طرح کی بات کرتے ہیں تو میرے خیال میں قومی یکجہتی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دو لیڈروں کو پاکستان بلایا جائے۔ قومی یکجہتی کے لئے ضروری ہے کہ یہاں پر جو ان کے پارٹی والے ہیں وہ بیٹھ کر کام کریں۔ آپ کے اندر وہ صلاحیتیں ہیں، ہم جانتے ہیں، تو کام کریں۔ پاکستان کو مضبوط کیجیئے۔ کہنے کو تو بہت ساری چیزیں ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ economy بھی ٹھیک ہے، قومی سلامتی بھی ٹھیک ہے، defence بھی ہے، self reliance بھی ہے اور میگا پراجیکٹ بھی ہو رہے ہیں۔ میگا کرپشن اب نہیں رہی۔ جنہوں نے کرپشن کی تھی وہ بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ آیئے ان کو ختم کیجیئے۔ کورٹس آزاد ہیں، ہم بھی مانتے ہیں اور آپ بھی مانتے ہیں۔ میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ صدر صاحب نے جو کچھ خطاب میں کہا ہے اس کو آپ پھر سے پڑھیں۔ ہم سب پڑھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو

ایک پالیسی یہاں سے ہم بنائیں گے اور حکومت کو آپ بھی support کریں۔ حکومت کے لئے وہ policies بنائی جائیں جو کہ ان چیزوں کو achieve کرنے کے لئے مدد دیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ جمالی صاحب کی حکومت اس وقت انہیں چیزوں پر عمل پیرا ہے اور یہ کہنا کہ جمالی صاحب نے کیا کہا؟ اگر وہ ایک حقیقت مندانہ بات کہتے ہیں کہ ایسے ہونا چاہیے تو کوئی بات نہیں۔ کون کہتا ہے کہ ملک میں مسائل نہیں ہیں ۔ اگر مسائل نہ ہوتے تو نہ آپ ہوتے اور نہ ہم ہوتے۔ پھر تو پاکستان بنانے کا ایک خواب پورا ہو گیا ہوتا۔ انشاء اللہ یہ خواب ضرور پورا ہوگا۔ یہ کہنا کہ یہ کام اور لوگوں نے آ کر کرنے ہیں' ایسا نہیں۔ یہ ہم اور آپ نے بگاڑے ہیں۔ اگر کوئی کوتاہی کہیں ہوئی ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور پاکستان کے جو ادارے ہیں' ان کو مضبوط کریں۔سب سے بڑا ادارہ تو یہ سینیٹ ہے ۔ جب ہم یہاں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ آپ ماضی کو بھلا کر آگے بڑھیں اور صدر صاحب کو کبھی بھی غیر آئینی صدر نہ کہیں۔ آپ انہیں دعوت دیں کہ وہ ایک بار پھر یہاں آ کر خطاب کریں تاکہ آپ کو احساس ہو اور ہم دوسرے ممالک کو بتا سکیں کہ ہم سب پاکستان کے دفاع میں ایک ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب سے ماضی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں' ان کی تلافی کرتے ہوئے پاکستان کی ترقی کے لئے ان سب چیزوں کو بھلا دیں گے جو صرف سیاسی ہیں قومی نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: Please conclude now.

Mr. Nisar A. Memon: Thank you very much.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Latif Khoosa.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman, thank you very much. Sir it is a very important issue and having heard the President General Pervaiz Musharraf at long last address to the Parliament for which we had been clamouring ever since the General Elections that the Parliamentary session has not even started because

without the address of the President, the Parliamentary session, the Parliamentary year does not start. Finally he did come up before the Parliament and I must, at the very outset say that Mr. Nisar Memon was eloquent in praising him, show in of what he has witnessed and what the country is passing through and what are the disastrous consequences that flowed out of the interference of military time and again in Pakistan and whether the ideals and objects of the creation of Pakistan have been fulfilled. There is no cavil when he says that Pakistan is blessed with the resources which are conceivable on the planet. It has the best of riverain system in the world probably and we have topographical surface which again is comparable to any part in the world. We have the best of people, Pakistani people , who are not only bold, brave, hardworking, laborious and strong with the firm belief and are imbibed with the spirit of Islam of which I am proud and we being dubbed as fundamentalists, we are being crushed in fact, what General Musharraf is doing and what the West is doing, they are trying to demolish the Islamic spirit of the Muslims and what General Masharraf is now going into their footsteps to demolish the Pakistani spirit, the muslims spirit, the national spirit and the glory land, the grandeur of which I am proud. I am proud to be a fundamentalist, more Islamic Muslim and I am proud to preserve my religion as I preserve my mother, as I preserve my father, as I preserve my motherland. And if somebody says I am a fundamentalist, let him call anything, I would be proud to be called a fundamentalist. A Muslim who preserves his religion, who can not even conceive hearing against his Prophet, who

can not see his Holy Scripture and Book being humiliated or otherwise defaced or degraded in any manner, is being called, as a fundamentalist and General Musharraf atones to that and he says that militancy is a thing which we are being condemned of. I am just shocked at the address of the President. I reallyam shocked because it demolishes my spirit. It demolishes the spirit of Pakistanihood. It demolishes the spirit of the Islam. And I am surprised how he is saying that these are the problems. You must come up and say, "Yes" I am Muslim. I am an ardent Muslim. I am preserver of my religion. I am proud to be Muslim and I will continue to follow the Scripture and command of Allah Almighty and see that Islam prevails not only in the Islamic Block but it surfaces all over the world.

Mr. Chairman, let me take you back to the concept of the Islam itself, to the concept of the creation of Pakistan. Pakistan was created through the democratic will of the muslims of the sub-Continent of India. Again under no clergy, the leader, the founder of the nation Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, was no bigotry, he was no clergy, he was not a *mulla*, he was an enlightened muslim and then the dream of Allama Iqbal. He too was not at all from the clergy. He too was a lawyer, barrister. Jinnah was a barrister and they had the modern perceptions of Islam and it is this movement under which the people of the sub-Continent, India came and flocked behind him. There were many and one of the parties who constitute the MMA, who were of the opinion and may be they have their perceptions for which I don't blame them,

necessarily they were thinking that the entire India might become a muslim state because of the *shoother*, the dominance of the superior class of Hindus. They have their own perception. I don't blame them. It is all over now. Now, we are all for Pakistan and we are in the streamline of that thing. But the fact is that it was the modern, enlightened, progressive people of the sub-Continent who created the muslimhood and Pakistan came into being and mind you, sir, till the 14th of August, 1947, there was no question of any armed personnel leaving the British Army and joining the ranks and movement of the Muslim for creation of Muslim Nation in India. They were loyal to the British Army. It was the crown and wherever they were ordered to quell the rebellion, as we say the freedom fighters, they obeyed their command. At that time there was no such thing as a Pakistan Movement, in any manner, fortified by the army or by people leaving the crown's or king's army and joining the ranks and files of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah or the Muslim League as such. So, therefore, when Pakistan came into being unfortunately, the founder of the Nation could not survive for long and what happened is that in 1956 finally, we came with the Constitution and the Constitution which could have unified Pakistan. This is what Nawabzada Nasrullah Khan himself told me personally, but that Constitution, unfortunately, only could work for one and a half year and finally the army stepped in.

Ayub Khan came down in 1958 and took over and then in 1960 brought in his own hand picked Constitution and finally we had a reign

of his own Constitution which again brought the politics into the drawing rooms and into the click of the bureaucracy. Ayub Khan ruled the country as ruthless army dictator and what we saw finally his end in 1969 What happened is again a history and there was Zulfiqar Ali Bhutto who came over with his own party and we found that Yahya Khan messed up the whole affairs. Nawabzada told me that he went to Dacca, Bangladesh. At that time, he spoke to Mujeeb-ur-Rehman and Mujeeb-ur-Rehman said, "we do not want to part with Pakistan." For God's sake restore the 1956 Constitution only because that brings in coherence and that was a Constitution which the Constituent Assembly comprising East Pakistan and West Pakistan, brought about. It is such a sacred, sacrosanct document which had been formulated by the people of Pakistan but Yahya Khan said, " Oh! no way. I want the soil of Bengal minus these Bengalis and we have to throw away these traitors into the Bay of Bengal." This is the training of Army. They don't have the comprehension. The political acumen, the sagacity or the patience. They don't have that at all. So, he said, "crush them". And you saw. Can you crush the people? Can you really do that? Can you throw them in the Bay of Bengal and finally, you saw that disaster that came about and of course, you are not going to serve. Nisar Memon was praiseworthy of America and I know Musharraf is exactly doing the American agenda. If we did not have this independence just to be free from the British hegemony and then fall into the hegemony of America. Now, this is what General Musharraf is bringing us to. We are not independent. I just tell

you, sir, and what happened the Seventh Fleet would never come.

بیڑہ کبھی نہیں آئے گا۔

And it never came. When India intercepted. General Arora and this was our really the worst day that could happened in the history of Islam and globe anywhere, in the universe, this has never happened. 93,000 soldiers without firing a single shell, surrendered before Gen. Arora in shuch a shameless manner that the nation had to see and it was Zulfiqar Ali Bhutto who had teared the papers over there, saying we will fight for a thousand years even if we have to eat grass. We are muslims because we are fighters and we are fighters because we are muslims. That is the spirit of Islam. That is what is needed of Pakistanis in all over the globe in Islam. You talk of that pride and see who can look at you, who can dare even see you or even threaten, you were to talk of talking that you are going to be declared as a terrorist state. But then ultimately the army itself had to bring in Zulafiqar Ali Bhutto, beg of him, for God's sake take over, its now not within our prowess. You destroyed the country and then you said come on, a political man should come in and take over the reigns of the country and save this country from further disaster because at that time'*Akhand Bharat*' was being propounded and it was said, don't just restrain yourself to *Bangla Desh* to that part, come on and take over and the dream of '*Maha Bharat*' would come about true.

Then Zualfiqar Ali Bhutto, he came over, he took over and then a demolished a demoralised nation was brought back on its feet. He is the person who retrieved 93,000 soldiers from the Indians without

surrendering a single inch of territory or any concession. He is the person who brought about a national consensus and brought in 1973 unanimous Constitution, of which today also we say that this is the best preserver of this country and for God's sake, do not trample with it because we will never have a Constitution again in the manner in which Zulfiqar Ali Bhutto, the great visionary, the great statesman brought in this and then sir, he is the person who visualised that *'Akhand Bharat'* or any other purpose again is going to over shadow and over come Pakistan if we are not strong and we can only be strong if we go to our own origin. If we go and bring about an Islamic Ummah, if we bring about the unity of muslim world and if we bring about an atom bomb. So, this is what he ambitioned and he practically did it.

The OIC summit in Lahore was a wonder infact that shook the whole world and the muslim Ummah joined together. There we saw sir, what among us is the muslim unity. It was for the first time that muslims could unite and stand up as a proud nation in comity of the world. Then sir, Zulfiqar Ali Bhutto went for Dr. A.Q. Khan and brought him from Holland and he did every conceivable thing in bringing about an atom bomb for this country. Then sir, not only he brought a muslim secretariat, a muslim commerce, a muslim trade and he opened up the passport for the Pakistanis for the first time who went and flooded the Middle East and the foreign remittances that today you are receiving, it is all because of Zulfiqar Ali Bhutto. But unfortunately, sir, again the powers took over, they did not allow this to happen, they were not there to happen and

who was again available, unfortunately Zia-ul-Haq was brought in. He not only murdered the elected Prime Minister of Pakistan by hanging him and today that Chief Justice, the only decisive judge because it was four to three ratio, is confessing on television and all over the world, that he made a wrong decision and as a result of that wrong decision that Zulfiqar Ali Bhutto was hanged. This is what we brought the disaster and Nisar Memon says this is not subversion of Constitution. What else is subversion of the Constitution.? Article 6, when do you think Article 6 would be brought in. If Zia-ul-Haq could trample the Constitution unanimously brought about by the people of Pakistan and then hang the elected Prime Minister of Pakistan, this is not high treason? If they could surrender before Gen. Arora and Ayub Khan could take in this is not treason?

Then look what happens again, till 1985 a ruthless, terrorist I must say, dictator continued in Pakistan. Thousands of people were plugged and that plugging was internationally witnessed on televisions and media, it was sir, flashed. It was the greatest humiliation ever metted out to any people and anywhere in the globe and they were thousands of people who were killed and even tortured to death in jails. But the vision of the Pakistan Peoples Party workers continued unabated and Pakistan People Party again emerged when the daughter of east Mohtarma Benazir Bhutto came in Pakistan thereafter. Lahore was witnessed to the greatest ever glory of a procession that could ever conceivably happen anywhere in the world, from Airport to Data Darbar

there were men and men and floods and floods, heads and heads and at that time every thing could be trampled but she has the vision, she would not go for the disaster of Pakistan. If Zia-ul-Haq had done something wrong, she would not like to repeat it and then historically she was brought back again by the people of Pakistan as a Prime Minister. When Gen. Zia-ul-Haq brought in the 8th Amendment, 5 assemblies had to be crucified on that.......

Mr. Chairman: Please try to conclude.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir please, you gave Nisar Memon plenty of time.

Mr. Chairman: Please try to conclude.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, thank you very much I will. And what happens is that five assemblies went under 58(2)(b) the power to dismiss the parliament because he also wanted, he brought in ethnic strife, he brought in kalashankov culture. Ziaul Haq brought in all the vices which we are facing today. This distort and disection in the society and Pakistani polarization which has happened, it is all because of him and this was another military dictator who had to take in.

And now again Sir, a Prime Minister who had 2/3rd majority in the Parliament and if they say he was becoming the *ameer-ul- momineen* well, it was the fifteenth amendment brought in. If you could bring in Seventeenth Amendment and mutilate the Constitution and bring in a

Presidential form of government, you say Musharraf is the President elected by this Parliament. Well, if he was bringing it through the parliament, you say he was becoming an *ameer-ul-momeen*. O.K. that is your perception. Please hold on to it. But the question is that within the 2/3rd majority that Prime Minister was dismissed, the parliament was dismissed. Locked in, along with his family was thrown out of the country. What was brought on the 12th of October, 1999 again another repressive rule. This is not Article-6 according to my learned friend. He had not violated the Constitution, if he thinks this is not booting down the Constitution, the will of the people of Pakistan, I don't know what according to high treason is Article-6.

Sir, then you kindly see what have we got, four hundred legal instruments were brought in and the amendments which were brought in were, the Prime Minister who has been twice elected will not be able to be elected for the third time and that amendment has now been sanctified in the manner even this parliament can't amend it, unless the President so desires because this has been put in the sixth schedule and Article 268(2) preserves it. Then there was another amendment made, that no, anybody cannot contest, it is only a graduate who can contest, the conduct of election order 2002. Then another third amendment was brought in whereby everything was tailor made, to keep the two popular parties and their leadership out of the arena of politics. Now, this also happened because unfortunate leaders as I said firstly General Musharraf threw away the parliament and blocked then he conquered the

Presidency then he annihilated the judiciary by telling them to take oath under the PCO, those who did not take oath--------

Mr Chairman: Please conclude.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, just give me five minutes I will conclude.

Mr. Chairman: No, no. Please maximum two minutes because we have to adhere to discipline. So, I will request all members to please abide by the time limits.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: O.K. if you have deviated from the ....

Mr. Chairman: I have not deviated. I am giving you as much as I have given the others, just in short. Please no more than that. Let's make sure in two minutes you conclude.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: I am grateful Sir. So Sir, I was saying what, judiciary was annihilated and then suddenly all the laws were tailor made and an election was held in which two of the parties' leadership were tied hands and feet and they were said to contest and despite that, look at the people of Pakistan. Pakistan Peoples Party got the highest number of votes and Nawaz Sharif, his party has also managed with a sizeable chunk of vote and if you combine them, they are higher than the Treasury benches sitting over there. Then Sir, how did they managed to have the Prime Minister, they blunted the defection clauses. They brought in patriots and this is the honesty with which

General Musharraf claims to have done everything. This is how the government party. Treasury benches came into being and the Prime Minister got scrambled through belly bungle. Then we were protesting this Sir LFO is not a part of the Constitution, you can't make it a part of the Constitution. My friends of the MMA were with us but suddenly when the Seventeenth Amendment came about. LFO was inserted as the part of the Constitution and an insult to the Opposition and the MMA. I don't know how they are now going along with that. Then in the, certain amendments were brought in and Seventeenth Amendment came about. Now Sir, General Musharraf came over here and addressed. This is an insult to this House, I must say, because General Musharraf was in uniform so credited by the Seventeenth Amendment. Article 243 and 245 says no person in uniform can hold an office of the President and Article-244 says, that an army personnel shall take oath that he shall not interfere in politics of Pakistan. These are the oaths in the Constitution itself and we see a certain person walking in and addressing this parliament and they want us to believe that this is the President of Pakistan addressing a Joint Session. How can you call him a President of Pakistan and look at this, the Foreign Policy that he has brought about, is an insult to Pakistan. Afghanistan, we were part of the whole killing......

جناب چیئرمین: کھوسہ صاحب please, conclude now.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I would like to propose a counter resolution and read that and I would say.........

Mr.Chairman: Make it brief and quick.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: It is brief sir. I will allow this House to reject this . This House disapproves walking in of General Pervaiz Musharraf in the Parliament and addressing the Joint Session without seeking election as President of Pakistan in accordance with Article 43 of the Constitution, without shredding of Army uniform, violating Article 45 and 264 of the Constitution The speech on top to it lacks vision and has demoralising effect on the people of Pakistan. The conclusive gestures towards the Opposition crown the occasion with the total bankruptcy of politcal acumen of tolerance which was the sum and substance of the speech. This House, therefore, beseeches that General Pervaiz Musharraf relinquish charge as President and pave the way for the civilian rule in the country and restoration of parliamentary domocracy as spiritual by the unadulterated 73 Constitution. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mr. Tariq Azim, would you like to take the floor? Mrs. Tahira Latif.

مسز طاہرہ لطیف: جناب چیئرمین! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئے floor دیا۔ آج ہماری discussion صدر صاحب کی 17 جنوری کی تقریر کے بارے میں ہے تو میں بھی نثار میمن کی طرح صرف انہی کے بارے میں بولوں گی۔ 17 جنوری کو ہمارے صدر صاحب نے بڑے تدبر' دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے خارجہ اور داخلہ امور کا تجزیہ کیا۔ اس وقت ملک کو درپیش حالات و مسائل کی سنگینی کا تعین کیا' ملک اور قوم جس نازک دور سے گزر رہے ہیں' صدر صاحب کی تقریر میں وہ تمام نکات اٹھائے گئے ہیں۔ صدر صاحب نے فرمایا ہم پر

افغانستان میں قبائلی علاقوں سے دہشت گردی پھیلانے کا الزام ہے۔ نمبر۔۲ صدر صاحب نے کہا کہ ہم پر کشمیر میں line of control پر دہشت گردی کا الزام بھی لگایا جا رہا ہے۔ تیسرے، ہم پر جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا الزام بھی ہے۔ چوتھا، ہمارے معاشرے کو ایک انتہا پسند یعنی intolerant society سمجھا جارہا ہے۔

(اس موقع پر جناب پریزائڈ نگ آفیسر (جناب جسٹس(ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھیم) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسز طاہرہ لطیف: اگر کھلے دل سے غور کیا جائے تو یہ نہایت سنگین معاملات ہیں جن کے لئے ہمیں مل جل کر کام کرنے کی ضرورت تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Opposition کبھی مکوں کی بات کرتی ہے، Opposition اس وقت کہاں تھی جب صدر صاحب نے مکے دکھائے، صدر صاحب نے تو کہا کہ ہم مضبوط ہیں، ہم مضبوط ہیں اور ہم مل جل کر کام کریں گے۔ انہوں نے مکے آپ کو مارنے کے لئے نہیں دکھائے تھے۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے ملکی حالات پہلے سے بہت بہتر ہیں۔ پچھلی حکومتوں میں اقربا پروری، رشوت خوری، بد انتظامی تھی اور merit کا کوئی خیال نہیں تھا، اس وقت ہمارا ملک قرضوں میں جکڑا ہوا تھا، جکڑتا ہی جا رہا تھا اور کوٹے تقسیم ہو رہے تھے اور top level سے discretionary powers use ہو رہی تھیں۔ اب ہماری حکومت جب سے آئی ہے، میں تین سالہ دور کا ذکر کرتی ہوں، جب سے یہ حکومت آئی ہے اگر اس کو اس کے ساتھ compare کیا جائے تو اس میں ایسے measures کئے گئے ہیں جس میں ہر کام merit پر ہو۔ ہماری local government سے لے کر اوپر تک merit پر کام ہو رہے ہیں اور اس سے بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ جبکہ پچھلی governments میں ہمارا ملک قرضے کے نیچے جکڑا جا رہا تھا، آج ہمارے قرضے اتر رہے ہیں۔ ایک مہینہ پہلے ہمارے Finance Minister نے announce کیا تھا، آپ لوگوں نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ انہوں نے one billion dollar کا قرضہ اتار دیا ہے، پہلے یہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح ہماری education کی policy ہے، ایجوکیشن نے اتنی ترقی کی ہے کہ پہلے ہمارا literacy rate 14,15 اور زیادہ سے زیادہ 25% تک گیا تھا، آج جبکہ ہمارا literacy

rate 35% پر ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں ہمارے وزیر اعلیٰ نے پہلی جماعت سے لے کر میٹرک تک تعلیم مفت کر دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو والدین فیسوں کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں ان کے لئے یونیفارم اور کتابیں free provide کی ہیں۔ تعلیم نے اتنی زیادہ ترقی کی ہے کہ جگہ جگہ تعلیمی ادارے کھولے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! تعلیمی اور معاشی طور پر ترقی ہماری یہ تین سال کی کارکردگی ہے۔ یہ اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ ملک دولخت کر دیا گیا، جب ملک کو دو لخت کیا گیا اس وقت پرویز مشرف کہاں تھے۔ ہمارے مہنگے قرضے اتر گئے ہیں، ہماری تعلیمی شرح کافی اوپر چلی گئی ہے اور مختلف جگہوں پر ملک میں بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ میں National Security Council کے بارے میں کہنا چاہوں گی کہ ہمارے صدر صاحب نے اس کے بارے میں بہت elaborate قسم کا بیان دیا، ہمارے ملک کا یہ ایک بڑا المیہ رہا ہے کہ کسی جمہوری حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقع نہیں ملا۔ پچھلے بارہ سالوں میں چار حکومتیں آئیں جو کہ اپنا tenure پورا نہ کر سکیں اور کسی نہ کسی چیز کو جواز بنا کر انہیں توڑ دیا گیا۔ میرے خیال میں اگر Security Council جیسا کوئی مشاورتی ادارہ ہوتا جو یہ دیکھتا اورغلطیوں کا سدباب ہو جاتا تو ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بہت ہی احسن اقدام ہے۔ ملک کی خود مختاری اور سالمیت نیز جمہوریت کی حکمرانی اور بین الصوبائی ہم آہنگی سے متعلق معاملات پر کوئی ایسی authority نہیں ہے کہ جو ہمیں مشورہ دے سکے۔ National Security Council کے ممبر ہمارے صدر مملکت، وزیر اعظم، سینیٹ کے چیئرمین، قومی اسمبلی کے سپیکر، قائد حزب اختلاف، صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، آرمی، بحری اور فضائیہ کے چیف آف سٹاف اس میں شامل ہوں گے، لیکن میرے معزز رکن یہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوٹ کھسوٹ کرنے کے لئے National Security Council بنائی گئی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے یہ تو صرف check and balance کے لئے ہے کہ جب کوئی گورنمنٹ غلط کام کر رہی ہو تو یہ اس کو check کر سکے اور ان معاملات کو احسن طریقے سے سلجھایا جا سکے۔ جب معاملات بگڑ رہے ہوں تو اس کو سلجھانے کے لئے National Security Council ایک مشاورتی ادارہ ہے جس سے ہماری حکومت مستحکم ہو سکے گی، وہ حکومت چلانے میں مددگار ثابت ہو گی اور سکون اور

اطمینان سے کام کر سکیں گے اور ملک ترقی کر سکے گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میں مولانا راحت حسین صاحب کو عرض کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کریں۔ جی مولانا راحت حسین صاحب فرمائیں۔

مولانا راحت حسین : جناب یہ چیئرمین صاحب کی ذمہ داری ہے' یہ سینیٹ ہے' ہم اس کو ایوان بالا کہتے ہیں لیکن یہ ایوان بلا بنتا جا رہا ہے۔ ہمارے ممبران' ہمارے چیئرمین صاحب اور Leader of the House کی ذمہ داری ہے کہ وہ اراکین کو اس اہم issue کے لئے پابند کریں ' میرا مطلب سب اراکین ' اپوزیشن کے ممبران سمیت سب پابند ہوں۔ ایک اہم issue پر بات ہو رہی ہے اور یہاں صرف سترہ اراکین تشریف فرما ہیں۔ اس حوالے سے فقط دستوری' جمہوری سے مقصد حل نہیں ہوتا۔ علاج مفلسی ہے اصل مقصد غریبوں کا۔

جہاں آزادی تقریر حاصل ہو تو کیا حاصل ۔ جہاں آزاد استحصال جاری ہو غریبوں کا۔

جناب چیئرمین' میں اپنی تقریر کل یا پرسوں جو اجلاس ہوگا اس میں کروں گا ۔ یہاں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وسیم سجاد صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب وسیم سجاد۔ اب 9بج گئے ہیں ۔ میں نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ روایت یہ ہوتی ہے اور House of Commonsمیں' میں نے دیکھا ہے کہ 600 کا ہاؤس ہے' دس آدمی بیٹھے ہوئے تھے ' تقاریر ہو رہی تھیں ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے کو تقریر سنانی ہے ' مقصد ہوتا ہے کہ قوم سنے اور وہ ہمارے بھائی جو ابھی نو بجے تک بیٹھے ہیں' ریکارڈ کر رہے ہیں' یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ ہمارے ریکارڈ پر ساری چیز آ جاتی ہے لیکن چونکہ میرے بھائی نے quorum point out کر دیا ہے اور ویسے بھی نو بج گئے ہیں تو ہاؤس کو adjourn کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں آپ مجھے legal position بتائیں کیونکہ یہ کورم کا سوال ہے ویسے نو بجنے کا سوال نہیں ہے۔

جناب وسیم سجاد ۔ اسی لئے میں نے کہا ہے کہ جب کورم کا سوال اٹھایا جائے تو

آپ adjourn کر سکتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ نو بجے یا دس بجےکیونکہ تین چار سپیکرز ہیں ' ابھی رضا صاحب کی باری ہے تو فقط اس legal point پر

I adjourn the House debate on the address of the President which will continue and the House will meet again on Monday 23rd February 2004 at 5 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on 23rd February at 5.00 p.m.]